بیان صورت قبولیت کتاب معلی اسرار کربلا

واللہ المستعان علی ما تصفون

یہہ کتاب معلی اسرار کربلا اسلیے مقبول بارگاہ کبریا ہے اس سبب سے قبول خاطر تمام بندگان خدا کی ہے کہ دو مرتبہ تین تین ہزار نسخہ چہپ چکا اور بسبب غایت پسندیدگی خاطر عالمیان مثل کاغذ زر کے سب بندگان خدا بہزار عقیدت اور شفقت خاطر دست بدست بنقد جان خرید لیے گئے اور پہر شفقت خاطر بندگان خدا کا ایسا ہوا کہ سینکڑوں خطوط پے درپے اسکی طلب اور تمنا مین متواتر آئے کہ ناگزیر بار سوم پہر تین ہزار نسخہ چہاپنا ضرور تر ہوا پس صورت قبولیت اس کتاب مقدس کی اسطرح معلوم ہوئی کہ اسکے صفحہ ۱۳ مین چند اشعار تمہید نظم و الم کے بطرز شاعرانہ ہین کہ شعر اخیر اسکا وہبی عالم قدس سے ہے صورت اسکی یہہ ہوئی کہ مضمون بہت بلند مدغایت سے تیرہ گیا اور مصنف کا ناطقہ بند ہو کر خامہ دست دل سے گر پڑا تا ایکبار اوسی خواب سے جسکے بیان نظم مین تمہید سخن تہی مدد پہونچی کہ ایک ایسا مضمون معلوم ہوا کہ وہ پیشتر از جناب امیر المومنین علیہ السلام مولانا محتشم علیہ الرحمہ کو عطا ہو چکا تہا پس جبتک کہ شرح اوس مضمون عطیہ کی نہ کی بیان ہو گی لطف بیان اس کتاب کا ظاہر نہوگا پس برعایت اسی مضمون کے یہی نام اس کتاب کا

اسرار کربلا

اسم با مسمی قرار پایا پس بنا اوس مضمون وہبی کی یہہ ہے کہ جب مولانا محتشم علیہ الرحمہ کو فرزند جوان صالح نے وفات پائی تب مولانا محتشم نے ماتم فرزند مین چند بند بطور مرثیہ کے لکہے کہ جسکا شعر آخر بند یہہ ہے

روا بود کہ تو در زیر خاک باشی و من ٭ سیاہ پوشم و بر سر کنم ز ماتم خاک ٭ چرا تو جامہ نکردی سیاہ در غم من ٭ چرا تو خاک نکردی بسر ز ماتم من ٭

مولانا لکہتے ہین کہ مین اوسی شب کو زیارت جمال جہان آرائے جناب امیر علیہ السلام سے مشرف ہوا کہ آپ فرماتے ہین اے محتشم ہمارے لخت جگر شہید دشت کربلا کی غم مین کوئی مرثیہ نہ کہا عرض کیا کہ جو حکم ہو عین سعادت ہے ارشاد ہوا کہ ع باز این چہ شورش است کہ در خلق عالم است ٭ باز این چہ نوحہ و چہ عزا و چہ ماتم است مولانا یہی شعر پڑہتے ہوئے بیدار ہوئے اور اسی وزن پر غم حسین علیہ السلام مین چند بند لکہے کہ مشہور ہین تا اینکہ [illegible] کہ جسکا بیان اس جگہہ بوجہ تنگی قرطاس پر گنجایش نہین لہذا صفحہ اخیر کتاب مین ہدیہ ناظرین ہوا [illegible] ملاحظہ ہو کہ اوسکے ملاحظہ سے قبولیت اور ترقی اور ترجیح اس مضمون وہبی اسرار کربلا کی معلوم ہو گی فقط

[illegible] ذلک فضل اللہ [illegible]

پس [illegible] تمنا [illegible] ہزار [illegible] بار چہارم [illegible]

[illegible] قبولیت [illegible]

حلیہ کتاب اسرار کربلا مع مضمون دفع دخل کے

بظاہر ابتدای عالم و آدم سے تا ایندم کوئی سانحہ عظیم تر اور عجیب حیرت افزا معرکہ کربلا سے زیادہ وہ زمین پر نہین گذرا سے تا چرخ سفلہ بود خطائی چنین نکرد ٭ بر ہیچ آفریدہ جفائی چنین نکرد ٭ اور بایہ کمال حیرت و استعجاب اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ سے کام یزید دادہ از کشتن حسینؑ ٭ بنگر ز اتقتل کہ دلشاد کردہ ٭ اخبار اس واقعہ و قضیہ ہائلہ کی قبل از وقوع جسقدر کتب معتبرہ سے ثابت ہین محتاج بیان نہین بعد اس واقعہ کی کہ سنہ ۶۱ ہجری مین واقع ہوا ہے آجتک کہ سنہ ۱۳۰۹ ہجری ہین قریب بارہ سے ایکسو پچاس برس گذرتی ہین ہزارون بلکہ لاکھون تصانیف نظم و نثر اور سلام اور مرثیہ فقط بیان اسی ایک حال واقعہ کربلا مین تصنیف ہوتی چلی آتی ہین مگر کسی نے اب تک ایسے مضمون نمایان کو آیات کلام اللہ سے استخراج اور تطبیق دیگر کتب لکھا ہے جس حالت مین بحکم لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ کوئی رطب و یابس خبر و کل کلام اللہ سے باہر نہو ممکن نہین کہ ایسے سانحہ عظم اور مصائب عجائب بیان کی خبر کلام اللہ مین نہو کہ خاص واسطے بیان جمیع مصائب عالم کی بالتخصیص وارد ہے کہ مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ٭ پس جب علی العموم جمیع سب مصائب کا ذکر قبل الوقوع اس صراحت سے کلام اللہ مین ہونا منصوص ہے پھر ایسی مصیبت عظمی کا ذکر نہونا کیا معنی مگر یہ کہ بصراحت نام و مقام بقید شان نزول کھلا کھلا بے پردہ نہو بلکہ بہ رمز و کنایات ہو کہ الکنایۃ ابلغ من التصریح کہ اسرار درمیان دو ہمراز کاتب و مکتوب الیہ کے رمز و کنایات مین بیان ہوجاتی ہین کہ ارباب ظاہر نہین سمجھتی فقط معنی ظاہر جانتی ہین کہ سے میان عاشق و معشوق رمزیست ٭ کراماً کاتبین را ہم خبر نیست ٭ اب جب بعد الوقوع اور شیوع عام کے وہ اسرار نہان بلکہ بسبب ناواقفی کی باعث حیرت اور تردد اور استعجاب ارباب ظاہر کا اور باعث ضعف اور لغزش ایمان اکثر عوام ضعیف الایمان کا معلوم ہوا اس نظر سے بقدر امداد فیض روح القدس تطبیق مضامین آیات قرآنی اور سکی شرح کردینا غالب ہے کہ نزدیک اہل انصاف کی دخل گناہ نہو اور سوای اسکے اکثر اسرار اور معاملات عجیب حیرت افزا جو سانحہ کربلا مین ظاہر ہوا اور مستند ہین اوسکی بیان کیطرف بھی کم کسی نے خیال و التفات کیا فقط ایک مضمون ماتم اور

الم کو کہ ظاہر ہے کس طرح مضامین خلاف واقع دماغی اور افراط و تفریط سے واسطے اظہار شاعری اور داد
سخن کے بیان کرتے ہین کہ ذوالجناح نے یون کہا اور ذوالفقار نے یون کہا اور قضا و قدر یون بولی
اور ملائک یون کہنے لگے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یون کہتی ہوئین فردوس سے آئین مظلوم حسینا
تا واسطے رونے کے تمہید ہو گو ہزار طرح کی توہین اور بیجا بیان خلاف واقع ہون یہان اسیقدر
بقول مولف کافی معلوم ہوتا ہے کہ ؎ اینکار ہر کہ ساختہ لعنت برو بود ٭ ناگفتہ به سخن که اہانت درو بود
حالانکہ مضامین راست و بیان واقع واسطے رقت کے کیا کم ہین کہ معاذ اللہ ایسے مقام ادب مین خلاف
واقع افترا کیا جاوے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ؎ در مرثیہ اکثر شعرا از پی رقت ٭ آرند بسی زاید و
موضوع روایت ٭ ناگفتہ سخن کہ در وہست اہانت ٭ آید نہ مگر گریہ برین راست حکایت ٭ بر راست
نہ گرید اگر از ماتمیان کس ٭ بر کذب و غلط کی متاثر شود آنکس ٭ اور اسرار عجائب حیرت افزا اس سانحہ خاص
مین یہ ہین کہ سب بحکم مشیت ایزدی واقع ہوا ہے کہ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ وَمَا تَشَآؤُنَ
اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ یہانتک کہ تاریخ ٥ محرم سے
چاہ پر آب خود بخود خیمگاہ کربلا سے غائب ہو گیا اور تمام لشکر جناب سید الشہدا علیہ السلام کا
حسب صلاح دہی حضرت حُر کے تمام شب روا رو چلا گیا پھر صبح کو اوسی میدان کربلا مین کھڑا
تھا پس اسکا فاعل عالم اسباب مین کون تھا پس ایسی ایسی مصیبتین ایک ایک ہو ہو کر نازل
کرنے مین ایسے بیگناہ خیر الخلائق محبوب کے محبوب پر حکمت اور مصلحت اور اسرار الٰہی کیا تھی کہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بعد امتحان کامل کے اوّل آتش نمرودی سرد ہوئی کہ يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا
وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ دوسری مرتبہ جنود پشہ کی مدد پہونچی تیسری بار کارد ذبح کند ہو گئی اور اوسپر
بھی اکتفا نہو کر فدیہ جدا پہونچا کہ فَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ اور یہان باوجود امتحانات شدیدہ کے بعد قتل
جمیع عزیزان اور فرزندان اور موالی اور انصار کے ایکہزار نوسے پچاس زخم بھی آپکے جسم مبارک پر
پہونچ چکے تھے اسپر بھی مگر امتحان کامل نہو چکا تھا کہ خنجر شمر ملعون کا مثل کارد ذبح اسمٰعیل کند بھی نہوا اور فدیہ
بھی نہ پہونچا پھر یہ کیسا امتحان تھا ؎ انصار و موالی و عزیزان و مددگار ٭ گشتند شہید دم شمشیر ستمگار

تنہا بمیان آن خلف حیدر کرار ٭ بے مونس و بے ہمدم و بے یاور و بے یار ٭ از نقش گریبان بمقامی کہ بنقان شد ٭ آمنجا بچسان خنجر بیداد روان شد ٭ آخر اور سب انبیا پر بھی ہزارون طرح کی مصیبتین اور امتحانات سخت واقع ہوئی پھر بھی بعد تکمیل امتحانات قوی کہ آخر کار مقابلہ کفار مین کیسی کیسی امداد اور معجزات نمایان اور فتح اور نصرت اور غلبۂ انبیا کا اور ہزیمت فاش اور ہلاک کفار کا واقع ہوا ہی کہ محتاج بیان نہین فکیف گمان گذاکسے کام یزید دادہ از کشتن حسین ٭ بنگر کہ اقبل کہ دلشاد کردہ بعد اسکے اگر سب اشرار کربلا ملعون اور معذب بدی جہنمی ہوئی کب اس ظلم عظیم کی تلافی ہو سکتی ہے کہ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ علی العموم آیا ہی فقط پس ظاہر ہی کہ ایسی نکات اور اسرار الٰہی سوای کتاب الٰہی کے اور کہان سے معلوم ہو سکتی ہین اور سوای قرآن و حدیث کی معتبر اور مفید وثوق و یقین کی کب ہو سکتی ہین اور جبتک ایسی اسرار سمجھہ مین نہ آوین اور دل پر نہ بیٹھین البتہ ہنگام غور و تامل خالی از تردد اور حیرت نہین لہٰذا سب اسرار حکمت اور مصلحت الٰہی اور سب تفصیل حال کربلا کو بتصریح تمام آیات کلام اللہ سے بترجمۂ زبان اردو عام فہم باختصار تمام نظم و نثر سلیس مین بیچ اس کتاب اسرار کربلا ترتیب دیا ہی کہ لطف اوسکا ملاحظہ سے تعلق رکھتا ہی وہ سب تحیرات اور ترددات مذکورہ بالا اطمینان سے بدل ہوتا ہی اور عقل سلیم انصاف پسند اوسکو تسلیم اور قبول کرتی ہے اور کسی طرح کا تردد اور تحیر اور استعجاب باقی نہین رہتا اور کوئی مضمون خلاف عقل اور نقل کے نہین مگر جسکی طبائع انصاف دشمن کو باوجود صراحت معانی آیات قرآنی کے شبہہ یا انکار یا اعتراض یا تردید ہے اوسکا عذر ما تقدم اور ما تاخر اور دفع دخل خود اول آخر کتاب مین اہل مطبع نے لکھدیا ہے يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا الخ ایسے شبہات مضامین آیات قرآنی مین ہے ایک زمرہ اسلام دین محمدی مین ۷۳ فرقہ ہو گئی کہ ابتک اختلاف باہمدیگر باقی ہی پھر اسکا جواب کیا ہی کہ خود اللہ فرماتا ہے

فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ

دفع دخل عذر ما تقدم اہل مطبع کی طرف سے

ظاہر ہی کہ مؤلف کتاب اسرار کربلا نے بحکم وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ کو سب
واقعات معرکۂ کربلا کو مضامین آیات قرآنی سے ہر ہر جزئیات مین ترتیب مطابق واقع تطبیق دیکر بقرائن
اور دلائل عقلی اور نقلی ثابت کیا ہی حالانکہ اون سب آیات قرآنی کا شان نزول اور ہی کہین
کسی مفسر نے اون آیات کی شان نزول مین معرکۂ کربلا سے مراد نہین لی ہی اس صورت مین مؤلف
کتاب کا نزدیک تفسیر والون کے بظاہر مورد الزام اور اعتراض کا ہوسکتا ہی جیسا کہ بعد چھپ جانے
اور مشہور ہوجانے نسخۂ مطبوعۂ اول کے اکثر صاحبون نے بجای خود اور بعضون نے بالمشافہ مؤلف
کتاب کو الزام دیا اور کچہ عذر مؤلف کا نہ سنا نہ انصاف کو کام فرمایا لہذا اس نسخۂ مطبوعہ ثانی مین اسکا
دفع دخل ضرور ہوا وہ دفع دخل اہل مطبع کی طرف سے یہ ہی کہ مؤلف کتاب نے کہین یہ نہین لکھا کہ ان آیات
قرآنی کا شان نزول یہی معرکۂ خاص کربلا ہی بلکہ از قبیل لطائف اور نکات اور بلاغت اور موزونیت آیات
کلام اللہ کے بیان کیا ہی اور ہر جزئیات واقعات کربلا کو ترتیب قبل و بعد آیات قرآنی سے مطابق
واقع کی تطبیق دی ہی یہ عین بیان بلاغت اور لطائف کلام اللہ ہی کہ مصرعہ خوشتر آن باشد کہ سرّ دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران * کچہ معانی آیات کلام اللہ مین معاذ اللہ تاویل بے محل نہین کی کہ مورد
الزام کیا جاوے فَضْلًا عَلَيْهِ کہ اوسکی نظیر اور سند قوی قول جناب امیر علیہ الصلوۃ والسلام سے از روی
کتاب مسلم الثبوت نہج البلاغت کہ موافق شرح ملا حسین میبذی کی واضح تر لکھدی ہی کہ کتاب فواتح مین
جو شرح قصائد مرتضوی کے ملا حسین علیہ الرحمہ صاف صاف لکھتے ہین کہ جناب امیر علیہ السلام سب
واردات اور واقعات خاندان نبوت اور واقعات کربلا و بتال کار بنی امیہ و انجام کار اشرار کو
اخبار کربلا کا علی الترتیب مضامین آیات سورہ حٓمٓ عٓسٓقٓ سے تطبیق دیتے تھے جیسا کہ سب بقیہ شرح آیات قرآنی
اسی کتاب اسرار کربلا مین بجای خود مرقوم ہی حالانکہ اون سب آیات کا بظاہر شان نزول اور ہی پس اسطرح کی
مطابقت دینی مین معاذ اللہ کچہ کفر اور گناہ اور دخل بیجا آیات قرآنی مین پایا نہین جاتا بلکہ کمال تبحر اور حسن بلاغت اور معجزہ
کلام اللہ کا پایا جاتا ہی پس یہی کلام معجز نظام جناب امیر علیہ السلام کا سند ہی تمسک اسکی مصنف اسرار کربلا کا فی ہی فقط

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الذی امتحن قلوب المؤمنین ببلاء حسن بقوله ولیبلی المؤمنین منه بلاء
حسنا و سبحان الذی اختص البلاء للولاء بقوله ولنبلونکم حتی نعلم المجاهدین منکم والصابرین
والحمد لله الذی عظم البلاء علی قدر ایمان المبتلی بقوله وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم
ولا اله الا الله الذی شدد البلاء علی الانبیاء بقوله هنالک ابتلی المؤمنون وزلزلوا
زلزالا شدیدا والله اکبر الذی ختم البلاء علی من ختم علیه الرسالة والنبوة وجعل
فیه الایات البینات بقوله واتیناهم من الایات ما فیه بلاء مبین واستغفر الله الذی
ختم جمیع البلیات علی حبیبه محمد ن المصطفی صلی الله علیه وسلم وآله واهله واهل بیته
وقرة عینیه ابی محمد ن الحسن وابی عبد الله الحسین صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین
بقوله ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات
ونشکر الله الذی اخفی لطائفه الخفیة فی خفاء البلاء وبشر حبیبه بقوله وبشر الصابرین
الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا لله وانا الیه راجعون اولئک علیهم صلوات من ربهم
ورحمة واولئک هم المهتدون ﴿﴾ عذر ما تقدم اول قبل بیان اصل سخن کے

اس عذر با تقدم کا ملاحظہ کرنا مقدم ہے ظاہر ہے کہ ابتداے عالم سے
تا ایندم کوئی سانحہ عجیب تر حیرت افزا معرکۂ کربلا سے زیادہ صفحۂ ہستی پر واقع نہیں ہوا اس عجائب اسرار الٰہی
مین عقل بشر حیران ہے سواے تعجب اور کمال حیرت کے کچھ سمجھ مین نہین آتا بقول مولانا محتشم ؎ کام نیرنگ
داده انگشتن حسین ؎ بنگر کرا بقتل کہ دل شاد کرده ؎ ہر چند کہ کتاب سر الشہادتین مین بہت اسرار
معرکۂ کربلا مرقوم ہین مگر پھر بھی جیسا چاہیے طبیعت سے دفع تردد نہین ہوتا جب کچھ اندک بھی تامل
کیا جاتا ہے بے اختیار دل پر گذرتا ہے کہ سواے مرتبۂ شہادت کے اور بھی کوئی سر عظیم مستتر ہے کہ شہادت کے
درجہ سے عظیم تر اور بلند تر ہے شہادت اسکا دون مرتبہ ہے کس واسطے کہ شہادت عام ہے اور یہ خاص
اتنا ہجوم بلیات اور آفات لوازم شہادت سے نہین پس ایسے عجائب اسرار الٰہی فکر و غور بشری سے کیونکر
معلوم ہو سکتے ہین اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا آیا ہے مگر یہ کہ بحکم
لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اوسی عالم السر والخفیات سے استمداد اور اوسی کے کلام سے
استدراک کیا جاوے اور ادراک بشری یہان قاصر ہے اس صورت مین ضرور ہوا کہ اول سب
مقامات حیرت اور استعجاب اور ترددات کے تشریح تمام شرح سے کیے جاوین بعد اسکے آیات
اور اخبار منصوصۂ قرآنی سے اور بدلائل موجہ معقولہ عاقل پسند رفع شبہات اور استعجاب
کیا جاوے کہ جسکو عقل بھی قبول کرے اور تحیر اور استعجاب اور تردد دلا سے بھی اطمینان سے بدل اور اطمینان
بدل ہوا اور منقول اور منصوص اور مستند بھی ہو تا واسطے رفع تردد اور سرمایۂ اطمینان قلوب مومنین کے
منقولات معتبرہ اور آیات منصوصہ مفید تر ہون اور جسکو منقولات اور منصوصات سے انکار ہو انکے
واسطے دلائل معقولہ موجہ عاقل پسند باعث اسکات ہون کہ گنجایش انکار اور لا نسلم کی باقی نہ رہے اور منکرین کو
بمقابلہ انکار عجز جواب معقول سے نہوا و عوام ضعیف الایمانکو بسبب لا علمی ادہر ادہر تحیر اور تزلزل لاحق نہ ہو لہذا
بخدمت ملاحظہ کنندگان اور سامعین کے دست بستہ التماس ہے کہ اول مقامات حیرت افزا شبہات کو
ملاحظہ کر کے مؤلف کو مورد طعن اور الزام نفرماوین بلکہ اسرار اور نکات رافع شبہات کو بھی ملاحظہ فرماوین
ہے کہ فقط لفظ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ پر عمل اور اکتفا کرتے ہین بلکہ وسکا آگے لفظ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی

کو بھی ملاحظہ کرنا شرط ہے کہ یہ شبہات حیرت افزا معاذ اللہ مقام انکار مین نہین بیان کی گئی ایسے شبہات اور ترددات صحیح کرنا یہ حیرت افزا اور باعث انکار منکرین ہین محض واسطے دفع کرنے انکے بیان کرنا ضرورتر ہوا کہ ہر مومن با محبت اہلبیت کے دلمین البتہ اس قسم کے شبہے اور ترددات اور تحیرات واقع ہونا لوازم محبت سے ہے اور کس طرح حیرت نہووے بر آل نبی ہجوم مصائب غضب ہین زمین غصہ اگر عرش متلزلزل ہو عجب ست ابن آن او سکا دفع کرنا ضرورتر ہوا تا باعث اطمینان اور تقویت ایمان مومنین بواقعی ہو اور منکرین کو بھی مجال انکار باقی نرہے اور حجت الزامی ہاتھہ نہ آوے

سبب تالیف کتاب اسرار کربلا

عمدہ ترین وجہ تالیف کتاب کی یہ ہے کہ سب مومنین محمدی اس ماتم عام مین بالاتفاق شریک غالب ہین اور اجراس ماتم خاص کا جسقدر متفق علیہ جمیع ہے محتاج بیان نہین کہ عنقریب انشاء اللہ بیان کیا جاتا ہے پس واسطے جوش بکا کے بیان مصائب و مظلومی اور ابتلاے اہلبیت رسالت اور بیان حکایات شہادت ناگزیر ہوتا ہے ایسے مضامین جو کسی منکر ثبوت کے کان تک پہونچتے ہین اوسکو حجتہاے انکاری اور الزامی وارایات اور بیانات مومنین سے بہم پہونچتے ہین او ثانی الحال ایسی حجتین انکاری زبان منکرین سے سنکر عقائد ایمان عوام ضعیف الایمان کو متزلزل کر کے عاجز جواب ہو کر باعث تبدیل دین محمدی ہو جاتی ہین گمراہ ہو جاتے ہین پس اس صورت مین طرز بیان ایسا چاہیے کہ مضامین جوش بکا جو اصل علت غائی ہے کامل رہون اور منکرین معقول پسند کو دلائل موجہ عقلی سنکر گنجایش انکار اور حجت الزامی کی باقی نرہے اور سواے تسلیم کے چارہ نہو اور مومنین ضعیف الایمان کو بھی ترددات اطمینان سے بدل ہو کر مقابلہ منکرین مین عجز جواب سے نہو اور ایمان کو تقویت ہو جاوے اور مضامین بھی صحیح موجہ اور منصوص آیات قرآنی سے متفق علیہ فریقین ہون اور مقابلہ منصوص قرآنی گنجایش اختلافات روایات بھی نرہے اور افراط و تفریط مضامین زوائد شاعرانہ اور دخل موسیقی مرثیہ خوانان زمانہ کہ خالی از بدعت غیر حسنہ نہین بھی باقی نرہے اور محض عبادت خالص اور ذکر خیر الاذکار تفسیر آیات قرآنی باقی رہ جاوے اور مفہوم معنی تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ الخ صادق آوے کسواسطے کہ مرثیہ اکثر شعرا زیب قرات

آرند بسی زائد و موضوع روایت ٭ ناگفته سخن بہ کہ درو ہست اہانت ٭ آیدنہ مگر گریہ برین راست حکایت ٭
برراست نگرید اگر از ماتمیان کس ٭ بر کذب و غلط کے متأثر شود آن کس ٭

بشنو بگوش ہوش ز اخبار کربلا
تا سر نکتہ چیست باسرار کربلا

ایہا الناس بعد حمد و صلوۃ بگوش دل اور چشم بصیرت ملاحظہ درکار ہی سے کہ این معرکۂ کرب و بلا
بہر چہ بودہ ہست ٭ خونریزی شاہ شہدا بہر چہ بودہ ہست ٭ این محض پی مغفرت ماتمیا نیست
پی شبہہ پی مصلحت ماتمیا نیست ٭ مقصود خدا مرحمت ماتمیا نیست ٭ بنگر کہ جہان منزلت ماتمیا نیست
صد حیف کہ با اینہمہ در ماتم شبیر ٭ یکقطرہ از دیدہ چکد در غم شبیر ٭ در ماتم شبیر نباشید چو گریان × بس
گریہ توان کرد بر احوال شمایان ٭ آنکس کہ چنان بیکس و تنہا بہ بیابان ٭ از بہر شما کشتہ شود با دل بریان ×
در ماتم او گریہ نیاید غضب ست این ٭ ای ماتمیان بس عجب ست این عجب ست این × اب معلوم کرنا چاہیے کہ
سانحۂ عظیم کربلا ایسا نہین کہ کسی جن و انس روح و ملک پر مخفی ہوا سکو کوئی کہانتک بیان کر سکتا ہی سے تا چرخ
سفلہ بود خطای چنین نکرد ٭ بر ہیچ آفریدہ جفای چنین نکرد ٭ چونکہ سانحہ ہوا حدا در اسکا ذکر و بیان قبل از
وقوع اخبار اور احادیث اور اقوال صحیحہ سی جدا اور بعد الوقوع ہزاران ہزار مرثیا اور تصانیف کتب
متقدمین اور متاخرین سی جدا اور اسی طرح سی الی غیر النہایت تا روز قیامت یہ ماتم ایسا نہین کہ منتہی ہو بلکہ
روز قیامت کا خاص اسی دا اوری و انتقام کیواسطے قرار پایا ہی چنانچہ آیندہ شرح و بیان اسکا واضح کیا جاویگا
انشاء اللہ تعالی سے این انتقام گر نہ فتادی بروز حشر ٭ با این عمل معاملۂ دہر چون شدی × پس اب معلوم
کرنا چاہیے کہ سانحہ ایک فقط اپنے اپنے بیان کا فرق ہی سلف سی ابتک ہزارون آدمی فقط بیان ہی ایک حال
مین کیا کیا لفاظی اور طبع آزمائی کرتے چلے آئے ہین اونسی زیادہ اور بہتر اور جدا گون لکھہ سکتا ہی چنانچہ خاکسار
کاتب سی بھی اکثر مرثیہ ہندی فارسی تلمیح اور ترصیع آیات قرآنی برسم متعارف بارادۂ خود اور بعض بحکم غیری
ادا ہو چکے ہین لہذا اب بطرز متعارف لکھنا تحصیل حاصل اور تکرار مکرر معلوم ہوئی لاجرم بعض اسرار
اور عجائب نکات قدرت و حکمت الہی جو اس معرکۂ کربلا مین از روی آیات و اخبار قرآنی صحیح تر

معلوم ہوونے اوسکا عمل چھوڑنا اس بندہ کمترین محمد ظہیر الدین کو مناسب معلوم ہوا اسواسطے
اس کتاب کا نام بھی اسرار کربلا اسم بامسمی معلوم ہوا اور اخبار ایسے سانحہ اعظم کے آیات کلام اللہ سے بنصوص
متواترہ ثابت کہ اللہ تعالی فرماتا ہے لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ اور پھر وارد ہے کہ
كُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ اور پھر آیا ہے کہ لَا اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرَ
اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ اور پھر فرماتا ہے کہ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ خصوصًا بیان جمیع مصائب
ظاہری اور باطنی اس تصریح سے وارد ہے کہ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا
فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا الخ اور خود ظاہر او صریح ہے کہ جمیع اخبار آیندہ اور سوانح پیشین کا ماخذ
کلام اللہ ہے اور سب احادیث نبوی اوسکی تفسیر ہین اور بیان تمام مصائب ظاہری اور باطنی کلام اللہ میں ہونا
اس تصریح سے منصوص ہے اور سانحہ کربلا سے زیادہ کوئی مصیبت عظمٰی صفحۂ ہستی پر واقع نہین ہوئی پھر
اسکی خبر کلام اللہ مین نہونا کچھ معنی نہین رکھتا ہے مگر یہ کہ بسبب کثرت اعلان اور وفور ماتم اور بیقراری کے
کمترین کو اس طرف توجہ ہوئی کہ اس سانحۂ اعظم کو آیات قرآنی سے استنباط کرکے تحریر کرے اور کاتب الحروف نے
جو بقدر اپنے حصہ او ر ادراک کے ابتداے مصائب حضرت آدم علیہ السلام سے تا آخر معرکہ کربلا
حکایات مصائب انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کو آیات کلام اللہ سے استخراج کرکے مرثیہ بھی
مین بصورت موزون لکھا ہے اور بعض آیات کلام اللہ محض بتائید وہبی بلا تحریف و تغییر موزون
ہوگئے ہین بسبب رعایت وزن و قافیہ اور اختصار کے اداے مضامین خاطر خواہ جیسا چاہیے
کب ہوسکتا تھا لہذا اس طرح صاف صاف اردو عام فہم مین لکھنا مناسب تر معلوم ہوا کہ
شاعری اور لفاظی اور زور آزمائی اور قافیہ پیمائی اور رنگین بیانی اور ہے اور بیان جان سخن اور
نفس مطلب اور ہے کہ اداے مطلب واقعی ہرگز اس قافیہ پیمائی اور شاعری سے بخوبی نہین ہوسکتا
لہذا بالفعل کہ بناے سخن گریہ ماتم امام علیہ السلام سے ہے لاجرم اسکا بیان مقدم ہوا بیان

نکتہ قدرت الٰہی کہ در گریہ و بکا بماتم امام علیہ السلام مستتر است فافہم

سب جاننا چاہیے کہ ماتم امام علیہ السلام مین رونا اور اشک بہانا بالاتفاق اجر عظیم برابر شہداے

کربلا بلکہ بمطالب نزر رکھتا ہے اس وفور اجر و ثواب مین جو بشارات اور اخبار متواترہ بالاتفاق منقول ہین خود ظاہر اور معلوم ہی محتاج بیان نہین اب ایک دلیل ظاہر عقلی اور بدیہی بوجہ موجہ ملاحظہ ہو کہ مدار نجات اخروی اور اجر و ثواب کا ایمان پر موقوف ہی اور ایمان بدون امتحان کامل معتبر نہین اور بدون ایمان کسی عمل صالح کا اجر و ثواب ہرگز مترتب نہین ہوسکتا اور ایمان کو اللہ تعالی نے اپنی محبت پر منحصر فرمایا ہی وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ اور اپنی محبت کو اپنے حبیب کی پیروی اور تبعیت پر منحصر فرمایا کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اور اپنے حبیب کی محبت کو محبت اہلبیت اور ذوی القربی پر منحصر فرمایا ہی قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى اور ذوی القربی سے وہ اہلبیت و آلِ عبا مخصوص مراد ہین کہ جنکے واسطے آیۂ تطہیر اور آیۂ مباہلہ نازل ہوئی ہی کہ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا اور آل عبا کی تخصیص آیۂ مباہلہ سے ظاہر ہی قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ الخ اور نہین اہلبیت اور آلِ عبا کی محبت محض ایمان ہی کہ لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهٗ اور ان اہلبیت اور آلِ عبا مین جو خاص تر اور قریب تر ہین تمام آفات اور بلیات اور مصائب و امتحانات سخت تر انھین اشخاص خاص کیواسطے خاص ہین کہ ذکر ہر ایک کا بقید نام مرثیہ وہبی مین یون مذکور ہی ؎ ہرچند بلا آمدہ از حکم الہی ٭ ہر یک زنبی دید غم نامتناہی ٭ چندانکہ کشیدند غم و رنج و تباہی ٭ گردید عوض ہم بہمین دل کماہی ٭ باکام دل آخر ہمہ ایام بسر شد ٭ تا زیست باسایش و آرام بسر شد ٭ لیکن ہمہ درد و الم و رنج و مصیبت ٭ ظلم و ستم و جور و جفا محنت و شدت ٭ آفات و بلیات و تکالیف و اذیت ٭ آشوب و بلا بیکسی و غربت و کربت ٭ اینہا ہمہ ختم ست برین پنجتن پاک ٭ زہرا و علی و حسنین و شہ لولاک ٭ چون خاتمہ پنجتن پاک حسین ست ٭ خیر و بدلن صاحب لولاک حسین ست ٭ در مرتبہ بالاتر از ادراک حسین ست ٭ زان مورد ہر گردش افلاک حسین ست ٭ از نوع بشر مرتبہ اش بسکہ فزون ست ٭ آفات ہم از بہر وی از حصر فزون ست ٭ پس حق یہی ہی کہ انھین اہل بیت کی محبت عین ایمان ہوئی اور یہی محبت آخر کار باعث تقویت و تکمیل ایمان ہو کر اللہ کی محبت تک منتہی ہوئی جیسا کہ منصوص ہے اور اوپر مذکور ہوچکا ہی کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

اور حدیث صحیح مین یون وارد ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَفَاوَتُ النَّاسُ فِی الْاِیْمَانِ عَلٰی قَدْرِ تَفَاوُتِہِمْ فِی مَحَبَّتِیْ اب اس محبت کا امتحان ضرور ہوا کہ فقط زبانی معتبر نہین پس محک امتحان محبت حبیب خدا یہ ہی کہ اوسکی اہلبیت کی غم سی غم ہو اور راحت سی راحت ہو پس راحت کا امتحان تو عاقبت پر اوٹھ رہا کہ اوسکا بیان از روی نص قرآنی بجای خود مذکور ہوگا مگر اس دنیا مین اسی غم پر امتحان ہی اور غم کی علامت عالم ظاہر مین رونا ہی اور رونیکا اعتبار اشک ریزی سے ہی اور اشک ریزی بدون جوش خون دل بارادہ واختیار خود ممکن نہین اور جوش خون دل بدون حرارت آتش محبت محال کہ اسکی اصل حقیقت اور شبیہ بعینہ ہو بہو یہ ہی **بیان ماہیت و حقیقت اشک چشم** اب اسکو سمجھنا چاہیے کہ اشک چشم کی بعینہ یہ صورت ہی کہ جیسا دیگ مین کوئی رقیق شی سیال کسی رنگ کی بھری جائی اور اوسکو دیگدان پر رکھکر سرپوش سی بند کیا جاوے اور نیچے اوسکے آنچ ہو جب حرارت آتش سی اجزای سیال اندر سی جوش کھاتے ہین اوسکے بخارات اوٹھکر سرپوش تک پہونچتی ہین وہی قطرہ قطرہ شفاف پانی ہوکر ٹپکتی ہین جیسا دیگ بھبکے عرق کش کی صورت متعارف ہی اب بعینہ دیگ سینہ اور کاسہ سر اور خانہ چشم اور قطرات اشک کی صورت اسی طرح سی ملاحظہ ہو کہ جبتک آتش محبت اہلبیت سے خون دل دیگ سینہ مین جوش نہین کھاتا ممکن نہین کہ سرپوش کاسۂ سر سی بخارات خون دل خانہ چشم سی پانی ہوکر قطرہ قطرہ ٹپکے اور بدون جوش حرارت آتش محبت کے ممکن نہین کہ بقصد اور تصنع آنکھون سی آنسو نکل سکے پس شہدای معرکہ کربلا نے تو خون بہتا دیکھا دیکھی گرایا تھا اور یہ سامع وفور جوش محبت سی خون دل کا بے دیکھے فقط سننے سی گراتا ہے وہان روبرو سامنی تھا اور یہان غیبت مین بعد سالہای دراز سے اس صورت مین ملاحظہ ہو کہ کسقدر اس محبت غائبانہ کو ترجیح ہی اسیواسطے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کی شان مین ہر صفحہ کتاب اللہ گواہی دیتا ہی کہ الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ جب بنای اصل بارہ اشک چشم کی یہ محبت ثابت ہوئی پس لا محالہ ماتم اہلبیت مین گریہ اور بکا کرنا منتہائے دلیل محبت ہی اور یہی محبت عین ایمان مایۂ نجات دارین

اخروی ہی اسصورتمین اس بجا اور گریۂ اشک ریزی کا مرتبہ دیکھنا اور سمجھنا چاہئیے اور یہ ماتم عام ازلی ایسا نہین کہ کوئی اس سے خالی ہو چونکہ امتحان کمال محبت اشک چشم سو ہے اور محبت عین ایمان اور صفت کمال ایمان کی نسبت یُؤمِنُونَ بِالْغَیْبِ سر صفحۂ کلام اللہ سے منصوص ہے اور تخصیص اور تنزیل اس کتاب الٰہی کی محض واسطے ہدایت یومنون بالغیب کے مفہوم معنی آیہ سر صفحۂ کلام اللہ سے صریح تر ہے کہ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ الخ اور ایمان محض محبت اور محبت کی شناخت اور امتحان اشک چشم ہے اور یہی اشک چشم دلیل ماتم اور غم والم ہے اس نظر سے اند کے باسعان نظر ملاحظہ درکار ہے کہ تمام سراپائے کلام اللہ سے کنایہ غم والم کا ہویدا ہے تمہید مضمون غم و الم بطرز شاعرانہ ؎ چہ ماتم ست کہ با مصحف آمدہ توام ٭ سیاہ پوش بود حرف حرف نین ماتم × الم شد از سر قرآن علم اَلَمْ نَعْلَمْ ٭ کہ ہست حرفِ الف لام میم شکلِ اَلَمْ ٭ مگر کنایہ بلفظ اَلَمْ ہمی بینے × بخواندن ست جدا در نوشتن ست بہم ٭ چنان نمود سرایت الم بلفظ اَلَمْ ٭ کہ حرف حرف بخواندن جدا شدہ ہست از ہم ٭ مگر ز روز ازل شد قلم نشانِ اَلَمْ ٭ کہ این چنین بسر لوح گشت جفّ القلم ٭ بود بذکر شہادت براعت استہلال ٭ مقدم آمدہ این حرف در کلام قدم ٭ سواد ہر دو دیدہ نقطہ شد بر عین ٭ کہ عین سورۂ عم شد ز نقطہ صورت غم ٭ غم والم ہمہ قرآن بود ز سرتاپا ٭ الم بہ اول و آخر غم ست سورۂ عم × کہ پارہ پارہ ز غم مصحف ست سی پارہ ٭ ببین در وَلْیَبْکُوْا کَثِیْرًا ہست رقم ٭ الم بہ اول قرآن خبر دہد ز ازل ٭ غم از ابد خبر آمد ز آخرش ببہم ٭ ازل ابد ہمہ را در گرفت این ماتم ٭ چہ جن و انس چہ روح و ملک چہ لوح و قلم × فلک بنیل قبا و زمین بخاک طپان × تب از حرارت غم کردہ مہر اعظم ٭ نجوم دیدۂ حیران قمر بخسف و محاق × بگریہ ابر و شفق غرقِ خون ملک بہ ندم ٭ کشیدہ ست ز شب چادر سیہ بر سر ٭ اسیر روز سیاہ ست و روز روشن ہم × ز آیۂ لَھُمُ الَّیْلُ آیتی ز غم ہست ٭ شدہ ست نَسْلَخُ مِنْہُ النَّھَارَ بسکہ اہم ٭ ہنوز زلزلہ آید چہ بار ہا بزمین ٭ ز غم بلرزہ در آیند خفتگانِ عدم ٭ کدام چشم کزین غم ہمیشہ گریان نیست ٭ بدیدۂ گل خندان ہم اشک از شبنم ز عینی وَجِلَتْ رقتِ قلوب بدان ٭ ہم از تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ اشک دیدۂ نم ٭ بقا ست الف لام میم زلعت و ذہن ٭ مجسم ست الم صورت نبی آدم × غم حسین چو در ہر دو عالمست تمام ٭ بعرش ہم بود قصہ از نجوم اگر چہ ز اسم ٭ تو ہم

شعر مضمون وہی ہے ولی چو غم ہمہ عالم ست دغمخوار * بدون غم نتوان بود غمخوار عالم * اب اسکو لحاظ کرنا چاہئے کہ ابتدائے خلقت آدم سے تا ایندم کوئی سانحہ عجیب تر اور عظیم تر صفحہ گیتی پر معرکہ کربلا سے زیادہ واقع نہین ہوا اور نہ آیندہ ہوا ہے روز قیامت کو ایسے سانحہ عظیم کی خبر ہے سو وہ روز قیامت بہی بغرض واسطے تدارک اور سزا ورہی اسی معرکہ کربلا کے موعود اور مخصوص ہے ع این انتقام گر نہ فتادے بروز حشر * با این عمل معاملہ دہر چون شدی * یَوْمَ لَا یَنْفَعُ الظّٰلِمِیْنَ مَعْذِرَتُہُمْ صفت اور شان اوس روز خاص کی ہے اور ظالمین سے اشقیائے خاص معرکہ کربلا مراد ہین جسکا شرح وبیان آیندہ انشاء اللہ تعالی بتصریح تخصیص آیات قرآنی آتا ہے اور اوس روز مین وہ احکم الحاکمین قاضی حشر حاکم محکمہ قضا و قدر بتمام عظمت و جبروت بذات واحد حکم فرما ہوگا کہ یَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَیْئًا وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِلّٰہِ بیان اوسکا ہے اوسوقت مین کہ وہ رحمۃ للعالمین بحکم استثنای اِلَّا بِاِذْنِہٖ اور بپاس وعدہ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی بمقام عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اور بر مسند مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ کے جلوہ فرما ہوکر تمام وکمال سو درجہ رحمت الہی سے مجسم ہوکر ہمہ تن محو شفاعت ہوگا جیسا کہ حدیث صحیح مین آیا ہے اِنَّ لِلّٰہِ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَمِنْہَا رَحْمَةٌ یَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ بَیْنَہُمْ وَتِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ یعنی واسطے اللہ کے سو درجہ رحمت کے ہین اور نناسو درجون سے ایک درجہ تمام ذوی الارواح متحرک بالارادہ کو مرحمت ہوا کہ جو باعث پرورش اولاد اور یگانگان تمام مخلوقات اور عشق مجازی کا ہے اور ننانوے درجہ باقی واسطے روز قیامت کے ہین فقط اور یہ ثابت ہے کہ یہ ایک درجہ رحمت اور محبت کا بہی روز قیامت مین سب سلب ہوکر اونہین ننانوے درجون مین شامل ہوکر پوری سو درجہ کامل ہوجاوینگے اوسوقت بسبب سلب ہو جانے اوس ایک درجہ رحمت کے برادر برادر سے اور پسر پدر سے اور مادر دختر سے جدا ہوکر آپسمین اسقدر دشمن یکدیگر ہوکر نفرت کرینگے کہ اللہ تعالے خبر دیتا ہے کہ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ وَصَاحِبَتِہٖ وَبَنِیْہِ الخ یہانتک کہ عشاق جانباز مثل لیلی مجنون اور شیرین فرہاد اور وامق وعذرا بہی معشوقون سے نفرت کرینگے بلکہ دشمن ہر یکدیگر

ہوجاوینگے جیسا کہ اللہ تعالیٰ جلشانہ فرماتا ہی اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اور دوست
جانی آپسمین دشمن جانی ہوکر حسرت سے کہینگے کہ کاش ہم فلانے شخص سے دوستی نکرتے جیسا کہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہی یَا وَیْلَتٰی لَیْتَنِی لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا الخ فقط آدمی ایک درجۂ رحمت عام کے
سلب ہونے سے یہ حال تمام خلائق کا ہوگا یہانتک کہ انبیا کو بھی اپنی اپنی جان کی پڑی ہوگی کہ
بحال خود مضطر ہوکر نفسی نفسی کہینگے اوسوقت مین وہ سو درجہ رحمت تمام وکمال مجسم ہوکر
جیسا مذکور ہوچکا ہے مقام محمود مین اور مسند مَقْعَدِ صِدْقٍ کے جلوہ فرما ہوکر محو شفاعت ہوگا
اوسوقت سخت مین اپنی ذات خاص کیواسطے کچھ پروا نکرے اور اپنے نفس کو امت پر فدا کرکے
اُمتی اُمتی کہتا ہوگا اسی مقام سے اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہی کہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ
اسطرف تو یہ شفاعت اور رحمت عام کا سامان ہوگا کہ دفعۃً درمیان عرصہ قیامت کے منادی ندا کریگا کہ
یَا اَیُّهَا الْاِنْسُ وَالْجِنُّ کُلُّهُمْ اَجْمَعِیْنَ طَاْطِئُوْا وَاَحْجِبُوْا عُیُوْنَکُمْ الخ یعنی اے تمام انس و جن ہٹو ہٹو
راہ چھوڑدو اور چھپاؤ اپنی آنکھیں کہ حضرت خاتون قیامت صلوٰۃ اللہ علی ابیہا وعلیہا تشریف
لاتی ہین اوسوقت کا حال خیال کیا جاوے کہ کیا عالم ہوگا پس قیامت اسی کا نام ہی کہ محض ایسی
داوری کیواسطے یہ روز خاص قیامت کا قرار پایا ہی حضرت خاتون قیامت کا محکمۂ قضا و قدر مین اوسکی
داوری کے قیام فرمانا اسیکا نام قیامت ہی ع کہ برپا شدہ ہست از قیامت قیامت ✤ اور وجہ تسمیہ
خاتون قیامت کی بھی یہی ہی گہ گفتہ شدہ ست زین حادثہ پیدا شدہ مضمون قیامت ✤ آور د قیامت
غم خاتون قیامت ✤ اب انصاف کے امعان نظر سے ملاحظہ ہو کہ درحقیقت روز قیامت وہی تھا جو کربلا
مین در جمعہ عاشورا ے محرم مین گذر گیا اسی داوری اور رو بکاری کیواسطے جو روز خاص جو د تھا اوسکا
بھی یہی نام قرار پایا اور یہ خود معلوم اور متفق علیہ ہی اور مولانا رفیع الدین علیہ الرحمہ حدیث صحیح سے رسالہ
قیامت مین لکھتے ہین کہ دہم محرم عاشورا روز جمعہ کو روز محشر واقع ہوگا اس نظر سے بھی یہی روز واقعہ کربلا
اصل روز قیامت کا ثابت ہوتا ہی کہ روز محشر اسی کی فرع ہوا در اسی رسالۂ قیامت مین حضرت خاتون
قیامت کا بسواری ناقہ عرصۂ عرصات مین تشریف لانا اور سب اہل عرصات کا آنکھ چھپانا بصراحت

تمام مذکور ہی اور بیچ شرح و بیان اسی روز قیامت کی تمام کلام اللہ بر زبرہی اور واسطے افہام عام کے
خامۂ کاتب سی مرثیہ وہی مین یون ادا ہوا ہی ؎ وقتیکہ بیک نیزہ رسد مہر درخشان ٭ وقتیکہ اولوالعزم
بود مضطر و حیران ٭ وقتیکہ رسولان ہمہ نفسی شدہ گویان ٭ وقتیکہ پدر شد ز پسر نیز گریزان ٭ وقتیکہ شود
زیر و زبر عالم امکان ٭ وقتیکہ ز انسان متنفر بود انسان ٭ آنوقت کجا تاب سخن نوع بشر را ٭ جز آنکہ
دہد در رہ حق لخت جگر را ٭ آنرا کہ چنین حق شدہ ثابت بر یزدان ٭ آنکس کہ فدا شد بر ہ حق بدل و جان
آنکس ہمہ تن غرق بخون با دل بریان ٭ پیراہن پرخون بکف والدۂ آن ٭ خواہد چو باین شکل بحشر ز خداداد
یا بد بیقین سبط پیمبر ز خداداد ٭ آن داد چہ خواہد عوض اینہمہ خدمت ٭ از حضرت حق مغفرت جملۂ امت
ما را ز گنہ سوی زمین روی ندامت ٭ او راز کرم دست دعا بہر شفاعت ٭ ہر یک بر خویش براند بچنان وقت و
او امت من گفتہ بخواند بچنان وقت

بیان سر نازک و نکتۂ باریک کہ درینمقام ست

اب یہان سی ایک سر نازک و نکتۂ باریک اور سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالی نے ایسی رحمۃ للعالمین کو
محض واسطے شفاعت اور رحمت عام کے ہمہ تن رحمت مجسم ازل سی پیدا کیا اور حکم عام بھی واسطے
رحمت عام کے فرمایا کہ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور اجازت مین بھی واسطے شفاعت کے
استثنا فرمایا کہ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اور اس امت کو ازل سی امت مرحومہ لقب
دیکر خامۂ قدرت کو حکم فرمایا کہ اُكْتُبْ يَا قَلَمُ قلم نے چاہا کہ اس امت مرحومہ کو بھی مثل امم انبیاء سابقین تحریر
کرے کہ سب گنہگار دوزخمین اور بیگناہ بہشت مین جاوینگے یکبارگی آواز غضبناک پر ہیبت تمام آئی کہ
تَاَدَّبْ يَا قَلَمُ تَاَدَّبْ يَا قَلَمُ یعنے ادب کر ای قلم ادب کر ای قلم ملاحظہ ہو کہ لفظ تادب آئی توقف اور تامل
کی نہ آئی یہانتک کہ اس ہیبت سی قلم شق ہو گیا کہ شگاف قلم اوسکی علامت بیان کرتے ہین آخر بعد
ہزار سال کے پھر صانع قدرت نے قلم کو پیدا کیا اور پھر حکم لکھنے کا فرمایا قلم اس مقام مین آکر ٹھہر گیا
اور خوف الٰہی سے کانپنے لگا کہ امت مرحومہ کے حق مین کیا لکھے کہ یکبار کی حکم ہوا اُكْتُبْ يَا قَلَمُ
اُمَّةٌ مُّذْنِبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ یعنی لکھ ای قلم کہ امت گنہگار اور پروردگار بخشنے والا ہی ؎ بعد
تحریرات دیگر چون قلم آمادہ شد ٭ تا جزای اہلش سازد رقم چون دیگران ٭ صیحہ از قہر حق آمد تَاَدَّبْ

یا قلم ٭ دفعۃً شق شد قلم از ہیبت حق ناگہان ٭ امت مذنب بود ہذا ورب او غفور ٭ چون ندا آمد کہ
اُکتُبْ یا قلم این راچنان ٭ پس رقم زد خامۂ قدرت معاً این حکم را ٭ کے میسر شد چنین نعمت بدیگر
مرسلان ٭ توبۂ آدم ز استشفاع نور پیش شد قبول ٭ شد نجات نوح از طوفان ز نامش در زمان ××
صحت اس مضمون کی حدیث صحیح سے بغایت تواتر سے محتاج بیان نہین معہذا بالاتفاق بتواتر ثابت ہے
کہ ہنگام وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملک الموت منتظر اجازت کر آستانہ مبارک پر کھڑے
ہین اور آپ بانتظار جبرئیل علیہ السلام حکم قبض روح کا نہین فرماتے ہین اور حضرت جبرئیل بار بار آکر
مژدۂ انتظار اور محو نثار حوران بہشتی اور آراستگی بہشت اور پیامات طلب جناب باری عز اسمہ
بکمال انتظار بلکہ اشتیاق لاتے ہین اور طرح طرح کی خوشخبریان سناتے ہین مگر آپ ہر مرتبہ وعدۂ شفاعت
اور مغفرت تمام امت مرحومہ کا چاہتے ہین اور ہر مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اوسکے جواب مین مژدہ ہای مغفرت
امت کثیر بقید تعداد کثیرہ لاتے ہین مگر آپ ہرگز نہین راضی ہوتے ہین اور ہر مرتبہ بار بار یہی جبرئیل
امین سے فرماتے ہین کہ مقدار معین کی قید کیسی ایک حرف کافی ہے کہ سب تمام و کمال امت
مذنب کی مغفرت کا یکبارگی قطعاً حکم اور وعدہ ہوجاوے مگر باایںہمہ اصرار اور مواعید ازلی حکم مغفرت
کلیۂ امت کا نہ ہوا تا اینکہ آخر کار بعد اصرار بسیار و آمد و شد بار بار حضرت جبرئیل امین یہ آیۂ مجمل اور
جامع اور مانع لائے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى یعنی قریب تر ہے کہ عطا کریگا پروردگار تیرا
پس راضی ہوگا تو یعنی جسمین تو راضی ہوگا وہ کریگا آپ ملاحظہ ہو کہ بعد اسقدر اصرار اور قیل و قال
بسیار کے یہ وعدہ مبہم آیا اور کلیۂ حکم قطعی واسطے تمامتر امت کی نہ آیا تا اینکہ آنحضرت نے اسی وعدۂ اخیر
ربک فترضی پر راضی ہوکر اجازت حضوری اور قبض روح کی حضرت عزرائیل کو فرمائی جسکا بیان منثنوی
وہبی مین خامۂ کاتب سے یون برآمد ہوا ہے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ آورد جبرئیل اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ
خبر از محکم تنزیل × از ذَائِقَةُ الْمَوْتِ خبر داد بہ تعجیل × آمد بجناب بیش ملک الموت بہ تقبیل ٭ حاصل چو
اجازت ز رسول دو جہان شد ٭ پس معنی حرف اَفَإِنْ مَاتَ عیان شد ٭ کما قال عز و جل وَمَا
مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَإِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ الخ یعنی نہین ہین محمد مگر رسول آئینہ گذرے

قبل اونکی رسولان پاہیہ کہ اگر مثل رسولانِ ماضی کے وفات پاوی یا قتل کیا جاوے اب
یہاں مین یہ نکتہ صریح تر ملاحظہ ہو کہ موت کی لفظ پیشتر ہے اور قتل کی لفظ بعد ہے یہ گویا کنایہ صریح ہی
معرکہ کربلا کا کہ موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشتر واقع ہوگی کما وقع اور قتل شہادت
بعد انکے جیسا کہ کربلا مین واقع ہوا اسی کنایہ بلیغ سی بصراحت ثابت ہی کہ درحقیقت یہ شہادت
معرکہ کربلا شہادت خاص جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی جیسا کہ کتاب سر الشہادتین
مین واضح تر لکھا ہے اب یہ نکتہ ملاحظہ ہو کہ کلام اللہ مین لفظ مَاتَ پیشتر ہے اور قُتِلَ بعد ہے
ان دونون لفظون کی ترتیب قبل و بعد مطابق واقع کی کیا حاجت فقط لفظ مَاتَ کافی
تھی پس اگر یہی قتل شہادت معرکہ کربلا لفظ قُتِلَ سے مراد نہ لی جاوے بارے یہ لفظ کلام اللہ
مین زائد اور بے معنی اور خلاف واقع بیکار ٹھہرتی ہے فافہم و تدبر اور اس قتل شہادت کا
بیان جو معرکہ کربلا مین خاتمہ آل عبا پر ختم ہوئی ہے مرثیہ و ہجی مین خامہ اس سیہ نامہ سے
یون برآمد ہوا ہے کہ ؎ انصار و موالی و عزیزان و مددگار ٭ گشتند شہید دم شمشیر ستمگار
تنہا بمیان آن خلفِ حیدر کرار ٭ بی مونس و بی ہمدم و بی یاور و بی یار ٭ از نقش گریبان بمقامی
کہ نشان شد ٭ آنجا بچسان خنجر بیداد روان شد ٭ آنکس کہ بود ابن شہ ساقی کوثر ٭ آنکس کہ بود مردمک
دیدۂ حیدر ٭ آنکس کہ بود لختِ دلِ فاطمہ اطہر ٭ آنکس کہ بود جان و دل و روح پیمبر ٭ آن شخص
گرفتار بلیات حسین ست ٭ در کرب و بلا مورد آفات حسین ست ٭ آن سینۂ گنجینہ اسرار الٰہی
اکنون شدہ گنج الم نامتناہی ٭ آن سر کہ سرافراز بود افسر شاہی ٭ آن جسم مطہر بچنین رنج و تباہی
بی سر بسر خاک طپیان وای مصیبت ٭ وان سر بسر نوک سنان وای مصیبت ٭ آنکس کہ بجسم ہمہ تن نور خدا بود
آن نور خدا را بزمین سایہ کجا بود ٭ در سایۂ لطف و کرمش ارض و سما بود ٭ کی سایۂ جسمش بسر خاک روا بود ٭
چون سایہ فتادہ بزمین خسرو تنش آہ ٭ زی سایہ میسر شدہ وی کفنش آہ ٭ خورشید ہدایت ز نظر چونکہ نہان شد
از ماتم او تیرہ و تاریک جہان شد ٭ جن جن بشور روح و ملک نوحہ زنان شد ٭ کونین پر از غلغلۂ یا شہیا
شد ٭ آثار قیامت بجہان در ہمہ پیداست ٭ از شور یکایک نُفِخَ فِی الصُّور ہویداست ٭

زدریچۂ خورشید گریبان سحر چاک ÷ از رنگ شفق غرق بخون پیکر افلاک ÷ آن شہ زدین سبط نبی
شہ لولاک ÷ افتاد تنش بی کفن و سر بسر خاک ÷ آن شہ کہ سر عالم و ہم عالمیانست ÷ ہیہات
کہ حالا بسر نیزہ روانست ÷ انصاریہ تا شام چگویم کہ چسان رفت ÷ تن زخمی و بر خاک طپان سر
بسنان رفت ÷ القصہ بنا کامی و حسرت ز جہان رفت ÷ مظلوم بکام دل اعدا بجنان رفت
مثل دگران راحت و آرام ندیدہ ÷ در دہر بجز محنت و آلام ندیدہ ÷ اب اوس سر نکتہ
تقدیر اور سر سخن کو جو بیشتر بیان ہو چکا ہی سمجھنا چاہیے کہ وعدۂ قطعی امت کا باوجود
اوسقدر اصرار اوس رحمت مجسم کے محض کسی روز کیواسطے اوٹھہ رہا تھا اگر اوسوقت وعدۂ مغفرت
تمام امت کا قطعاً ہو جاتا آج واسطے تعذیب اور انتقام اشرار کربلا کے اور صورت داوری حضرت
خاتون قیامت صلواۃ اللہ علیہا کی کون تھی اور قرار داد داد رنگاہ روز قیامت کے
بروز خاص عاشورا دہم محرم یوم جمعہ کون حاجت تھی فافہم او تدبر اسمین اور کئی حکمتین اور
مصلحتین الٰہی ظاہر ہوتین ادہر تو جمیع مراتب صبر و شکر اور رضا و تسلیم اور خلت کے ختم ہوئے
اور شہادت اسکی ذیل مین خود حاصل ہے اور ادہر امتحان کمال محبت محبان اہلبیت کا اس شکل زیرکی
اور ماتم داری سے بواقعی متصور کہ بدون جوش حرارت آتش محبت آبدیدہ ٹپکنا باختیار و ارادہ خود
ممکن نہین جیسا کہ بیشتر مذکور ہو چکا ہی اور یہی محبت محض ایمان ہی اور محبت کی شان یہہ ہے کہ محب کے غم سے
غم اور راحت سے راحت ہو پس غم کی پہچان اور محک امتحان تو اس دنیا مین اشک چشم ٹھہرا اور
راحت کی پہچان اور امتحان ہر دنیا مین کیا ہو سکتا تھا کہ انسان تصنع بھی خندان رہ سکتا ہے
اور اشک نکلنا تصنع محال لہذا راحت کا امتحان عاقبت اور قیامت پر اوٹھہ رہا جیسا کہ
اس دنیا مین رونا اور آنسو نکلنا بارادۂ خود ممکن نہین ویسا اوس روز حشر مین کہ اولوالعزم با دل بلرزہ ہونگے
شان اوسکی ہے ہنسنا اور خوش ہونا بارادۂ خود ممکن نہین کہ زہرہ آب ہوگا مگر یہہ کہ جسوقت مومنین محبان
اہلبیت کو حال ذلت اور خواری اور رسوائی اور عذابات اشرار کربلا اللہ تعالیٰ دکھاویگا بلا اختیار اوس
معرکۂ حشر مین کمال محبت اہلبیت سے ہنس پڑینگے پس یہی خوش ہونا اوسوقت کا مایۂ کمال امتحان ہے ÷

ہوگا کما قال عزّ وجلّ فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْکُفَّارِ یَضْحَکُوْنَ یعنی آج وہ دن ہی کہ مومنین حال ذلت وخواری کفار کا دیکھکر بے اختیار ہنس پڑین گے باقی احوال امتحان اس ساعت کا جو بروز قیامت موعود ہی انشاء اللہ تعالی آیندہ از روی نص قرآنی بصراحت تمام بجاے خود بیان کیا جائیگا بالفعل اس دنیا دار المحن والبلا مین محک امتحان یہی اشک چشم ہے پھر کیونکر اس رونیکا اجر شہداے کربلا سے اگر زیادہ نہو بارے برابر مین کیا کلام ہو سکتا ہی پس ع اے ماتمیان شہ دین آہ کجائید + در کار جہان اینقدر آشفتہ چرائید + اندک بتامل ہمہ غور نمائید + از بہر خدا دیدۂ انصاف کشائید + کاین معرکہ کرب وبلا بہر چہ بودہ است + خونریزی شاہ شہدا بہر چہ بودہ است کما ذکرتہ انفا یہ معنی ہین اوس مضمون متعارفہ عوام کے جو کہتی ہین کہ امت کی بخشوانی کیواسطے اپنا سر دیا معاذ اللہ ہزاران ہزار سرہاے امت گنہگار اوسکے ناخن پا اور اوسکے نام پر نثار ہونا مایۂ مغفرت اور نجات دارین ہی اور کمال رافت اور رحمت اوس ارحم الراحمین کی کب مقتضی تھی کہ لیسے گنہگاران روسیاہ سراپا تقصیر کی مغفرت لیسے اپنی محبوب کی محبوب کے قتل پر مشروط کرتا مگر وہ قادر مطلق بدون قتل ایسی بیگناہ گوشوار عرش برین کی امت مرحومہ ازلی کو نہین بخش سکتا تھا کہ خود فرماتا ہے لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی اور کیسا قتل ان مصیبتون اور تکالیف کی ساتھ جیسی کہ معلوم ہے ہان مگر یہ کہ اس اشک چشم سی امتحان محبت اور تکمیل ایمان کی البتہ بواقعی متصور ہی جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے اور یہی ایمان اور محبت صریح مایۂ مغفرت ہی فافہم اب اس مقام پر چند شبہات حیرت افزا مومنین محبان اہلبیت کو واقع ہوتی ہین کہ مومنین کو مایۂ تردد اور حیرت اور منکرین کو حجت انکاری اور الزامی بہم پہونچتی ہی اور مومنین عوام لاعلم کو اونکی مقابلہ مین عجز جواب سی ہو کر مایۂ لغزش اور ضعف ایمان ہوتا ہی اور بات دور تک پہونچ جاتی ہی پس واسطے رفع کرنے ایسی شبہات اور ترددات عظیم کے ایسی وقت مین یہ کتاب ترتیب دینا ضرور تر ہوا فافہم

بنائے تحریر رسالہ

شبہ اول

اول شبہہ اور تحیر عظیم ارباب معنی کا یہ ہی کہ اس ظلم عظیم ناحق کا فاعل کسکو ٹھہراتی ہو بظاہر یہ بلاعین اشرار کربلا صحیح ظاہر ہین اور بعضی پیچتاب کھا کر اپنا غصہ چرخ ستمگار پہ نکال لیتے ہین کہ ع اے

چرخ غافلی کہ چہ بیداد کردہ ۔ ور فتنہ با جہاں ستم ایجاد کردہ ۔ کام یزید دادہ از کشتن حسین ہمکر کہ قتل کہ
ولشاد کردہ ۔ تا چرخ سفلہ بود خطائی چنین نکرد ۔ بر ہیچ آفریدہ جفائی چنین نکرد ۔ پس اگر موافق عقیدہ ارباب
باطن کے فاعل حقیقی کیطرف نسبت کیجاوے کہ مَا اَصَابَ مِن مُّصِیبَۃٍ اِلَّا بِاِذنِ اللّٰہِ الخ اسوقت
یزید ملعون اور اشرار کربلا بچ جاتے ہین حالانکہ ملعون ابدی ہونا جمیع اشرار کربلا کا نصوص قطعیہ
متواترہ سے ثابت ہے جسکا آگے بتصریح آیات قرآنی ذکر آتا ہے انشاء اللہ تعالی معہذا اگر حسب بداہۃ ظاہر و
بدیہی سب اشرار کربلا کیطرف منسوب کرکے ملعون ابدی قرار دیجیے یاری وہ چشمہ آب کا جسے خیمہ گاہ حرم
کسنے خود بخود غائب کردیا اور حسب صلاحدید حضرت حُر کے لشکر شہید مظلوم کا تمام شب روارو
دشت کربلا سے کوچ کر گیا اور پھر صبح کو اوسی مقام خیمگاہ مین ذوالجناح ٹھہر گیا اور کسیطرح جنبش نکی
پھر اوسکا فاعل عالم ظاہر مین کسکو ٹھہراتی ہو اور اسجگہہ اوس فاعل حقیقی نے کیون اپنا فعل خاص
بے پردۂ عالم اسباب کے ظاہر کردیا پھر اسمین کیا اسرار حکمت الٰہی ہے معہذا جو بحکم ظاہر شریعت اور نص
قرآنی سب اشرار کربلا ملعون ابدی و جہنمی بھی ہوئے جیسا کہ آگے مذکور ہوتا ہے پھر بھی یہ سزای عام ہے
کہ مَن قَتَلَ مُؤمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُہٗ جَھَنَّمُ علی العموم وارد ہے ایسے مظالم شدیدہ کی کیا سزا ہوئی ایسے
عجائب اسرار الٰہی مین البتہ غور و تامل درکار ہوتا ہے **تحیر دوم** یہ ہے کہ عمدہ ترین شرائط اعظم شہادت
اور غزا ہی کفار مین یہ ہے کہ مقابلہ کفار حربی غیر کلمہ گو سے ہو اور مایۂ نزاع محض دعوت اسلام اور
تکلیف کلمۂ شہادت ہو اور کچھ غرض ذاتی اور نفسانی نہو جیسا کہ جناب امیر علیہ السلام کے
حال مین مذکور ہے کہ آپ نے ایک کافر حربی غیر کلمہ گو کو مغلوب اور زیر کرکے خنجر اوسکی گردن پہ
رکھکر دعوت کلمۂ شہادت کی اوس کافر نے کلمۂ شہادت نہ کہا آپنے غیظ و غضب مین آکر چاہا کہ
سر اوسکا جدا کرین کہ اوس ملعون نے آب دہن اپنا چہرۂ مبارک کیطرف پھینکا فوراً آپ اوسکے
سینہ پر سے اوٹھ کھڑے ہوئے اور خنجر کو نیام مین کیا کہ اوس کافر نے متحیر ہوکر سبب پوچھا آپنے
فرمایا کہ پہلے مین تجکو بلا عداوت نفسانی محض بسبب کہنے کلمۂ شہادت کی قتل کرتا تھا وہ قتل کرنا
حکم خدا کا کرتا تھا اب جو تونے تھوک مارا عداوت نفسانی کا دخل ہو گیا پھر تیرا قتل کرنا خالصاً للہ نہو

بلکہ للنفس ہوجاتا اسواسطے مین نے تجکو عمداً چھوڑ دیا فقط یسن وہ کافر فوراً قدم پیر گرا اور صدق
دلسے ایمان لایا جیسا کہ مولانای روم فرماتی ہین کہ ؎ او خیو انداخت بر روی علی * افتخار ہر نبی و ہر
ولی * الخ اب ملاحظہ ہو کہ خاص اہم ترین شرط شہادت اور غزا کے یہان بظاہر مفقود او ہزار ہزار
طرحکے مصائب اور تکالیف او شدائد اور اذیت اور رنج اور تباہی اور غارتگری اور آتش زنی
خیام اور اسیری اور توہین اہل حرم مین کوئی دقیقہ ذلت و خواری کا اوٹھہ نرہا یہانتک کہ چشمۂ آب بھی
خود بخود غائب ہوگیا پھر یہ سب امور لوازم شہادت سی تھی اسکے مقابلہ مین امر شہادت آسان تر
اور سہلتر تھا فقط یہی سبب اور یہی وجہ اور یہی جرم کافر کے ہاتھ سے قتل ہوجانا واسطے شہادت کی کافی تھا
جیسا شہادت جناب امیر علیہ السلام کی یا شہادت معنوی جناب حضرت امام حسن علیہ السلام
کی واقع ہوئی بارہا اسمین کیا اسرار الٰہی ہی تحیر سوم اگر فرض کیا جاوے کہ یہ سب ہجوم بلیات اور مصائب
شدیدہ محض واسطے امتحان کی تھا کہ سب انبیا پر علی قدر حال ہرگونہ ہجوم بلا اور مصائب کا بالاتفاق ہے
کما لا یخفی علی اولی النہی اسصورت مین بھی رفع تحیر واقعی نہین ہوسکتا کسواسطے کہ ہجوم بلیات کا واسطے امتحان
جمیع برگزیدگان بارگاہ کبریا مسلم مگر آخرکار بعد تکمیل امتحان کی مقابلہ کفار مین امداد انبیا اور ہزیمت و ہلاک
او شکست کفار اور نجات انبیا اور غلبہ انبیا بھی مسلم ہے کہ اسکی شرح او تفصیل دراز ہے اور کلام اللہ مین
واضح تر ہے چنانچہ نجات اور امداد حضرت آدم علیہ السلام کی بحکم فَتَابَ عَلَيْهِ الخ اور امداد اور نجات
نوح علیہ السلام بمفاد فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ الخ اور امداد حضرت ابراہیم کی اول فوج جنود پشہ سے ہوئی
پھر امتحان ثانی مین امداد نمایان بحکم قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ اور امداد اخر مین وَ
فَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ اور حفظ لوط علیہ السلام کا بمفاد فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا اور عود بصارت یعقوب علیہ السلام
بحکم اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا اور کشف ضر ایوب علیہ السلام کا بمفہوم آیہ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ
وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ اور امداد موسیٰ علیہ السلام اور اغراق تمام لشکر فرعون بمصداق حَتّٰٓى اِذَآ
اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ اور قبول توبہ داود علیہ السلام بہ بشارت فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ اور دفع فتنہ
سلیمان علیہ السلام اور عطای بیحساب بشارت هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ

اور حفظ عیسیٰ علیہ السلام کا بنص مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ علیٰ ہذا ہر گونہ حفظ و
امداد اور اعانت اور نجات اور فتح اور نصرت اور غلبۂ دین اسلام اور تسلط حضرت خاتم الانبیا
صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً بارہا با مداد ملائکہ خود محتاج بیان کا نہیں کہیں بحکم يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلَافٍ
مِنَ الْمَلٰئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ اور کہیں بمصداق بِثَلٰثَةِ اٰلَافٍ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ علیٰ ہذا سورۂ
انا فتحنا اور اذا جاء وغیرہ آیات بشارت فتح اور امداد غنائم کثیرہ محتاج بیان نہیں المختصر بلا بقدر ولا
اور امتحانات سخت بقدر محبت جمیع خاصان برگزیدگان درگاہ کبریا اور انبیا علیہم الصلوٰۃ
والسلام کے واسطے بے شبہ ازل سے مخصوص ہیں کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں اِنَّا مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً سے برخوان غم جو عالمیان را
صلا زدند ✤ اول بسلسلۂ انبیا زدند ✤ کہ مفہوم اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ اور مفاد
مضمون وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ اس تخصیص پر شاہد عادل ہے مگر ایسا سانحۂ عجیب حیرت افزا
جو معرکۂ کربلا میں واقع ہوا کہاں تھا سے کو خاص بہر خاصہ درگاہ الٰہی ✤ از روز ازل گشت غم نا متناہی
چندانکہ کشیدند غم و رنج و تباہی ✤ گردید عوض ہم بہمین دارکماہی ✤ چون حضرت شبیر کہ راضی برضا
بود ✤ زینسان کہ تہ خنجر تسلیم و رضا بود ✤ مگر وہ بلائیں امتحانی اور تختیں کہ بعد امتحان کامل
فوراً دفع ہو کر اصلاح واقعی ہو گئی اور ظفر بالمطلوب اور استیصال اعدای دین بخوبی تمام ہو کر ہر گونہ
نجات اور فلاح انبیا اور امداد واقعی صورت پذیر ہوئی سے باکام دل آخر ہمہ ایام بسر شد
تا زیست بآسایش و آرام بسر شد ✤ پس یہ سانحہ معرکۂ کربلا اگر اسی طرح واسطے امتحان کے
تھا چاہیے تھا کہ بعد اتمام جمیع مصائب اور امتحانات واقعی آخر کار یہاں بھی مثل انبیا سابقین
امداد واقعی اور ظفر براعدا ہوتی جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کیواسطے ہر امتحان مین بعد تکمیل امتحان
حفظ واقعی اور امداد کامل ہوئی امتحان آخر مین جو سخت تر تھا جب اللہ تعالیٰ نے دونون
باپ اور فرزند کو واقعی جانچا باپ کو ذبح فرزند پر مستعد پایا اور فرزند کو بھی مستعد ہو کر کہا کہ يٰٓاَبَتِ
افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ آخر بعد اس امتحان کامل کی بطرح جسی

امداد نمایان ہوئی اور اودہر چھری کو حکم ہوا کہ خبردار تار مو کو بھی ضرر نہ پہونچے اودہر فدیہ بھی فوراً پہونچا
فَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ اور اسپر بھی یہ بشارت مزید کہ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی
الْمُحْسِنِیْنَ پس ملاحظہ ہو کہ کربلا مین بعد ہمہ مصائب اور شدائد اور قتل تمام عزیزان اور
رفیقان اور فرزندان لخت جگر ایک ہزار نہصد و پنجاہ زخم کاری فقط اوس ایک جسم مبارک پر
پہونچ چکے تھے اسپر بھی اگر امتحان نہوا تھا کہ مثل کارد ذبح اسمعیل کے خنجر شمر ملعون کا کند ہوگیا
اور فدیہ نہ پہونچایا مثل اور انبیای سابق کے کسی طرح کی مدد غیبی نہ پہونچی کیا اسرار الٰہی تھا
سے زخمون سے چور چور ہوا شہ کا سب بدن * مجروح ہوگیا ہمہ تن خستم پنجتن * ہر زخم تن تھا اشہد ان
کہکے نعرہ زن * گھوڑے سے آہ گر پڑا شاہنشہ زمن * از اسپ چونکہ فخر زمان بر زمین فتاد * زین عرش
لرزہ در تن روح الامین فتاد * تحریر چہارم یہ کہ اگر یہ کہا جاوے کہ ہجوم بلیات اور مصائب اور
تکالیف اور اذیت اور اسیری اور مظلومی اہلبیت اور تشنگی اور گرسنگی جیسا کہ کربلا مین واقع ہوا
یہ سب شروط لوازم شہادت تھی جیسا کہ کتاب سر الشہادتین مین تصریح تمام لکھا ہے یہ مضمون
بھی دل پر نہین جمتا کسواسطے کہ وہ جو عمدہ ترین شرط شہادت کی جو تحریر دوم مین لکھی ہے یعنی
مقابلہ غیر کلمہ گو سے ہوا اور وجہ نزاع سوای کلمہ شہادت کہلانے کے نہو قطعاً یہان مفقود ہے قدر
ہجوم منتہای شدائد اور مصائب کا کہ چشمہ آب بھی خود بخود غائب ہوگیا اگر لوازم شہادت سے
ہوتا تو چاہیے کہ شہدا سے غزوات نبی کی شہادت درست نہوتی کسواسطے کہ ان شرطون سے
کوئی وہان شرط نہ تھی حال آنکہ اونکی شہادت پر کلام الٰہی شہادت دیتا ہے کہ لَا تَحْسَبَنَّ
الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّہِمْ وہان مایہ جدال فقط واسطے
کلمہ شہادت کی بمقابلہ کفار غیر کلمہ گو تھا یہ شرط یہان نہ تھی پھر اسمین کیا اسرار الٰہی تھا تحریر پنجم
یہ ہے کہ اگر کہا جاوے کہ یہ شہادت اگر ذات خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واقع ہوتی تو مایہ تضعیف
اور توہین اسلام تھا جیسا کہ کتاب سر الشہادتین مین توضیح تمام لکھا ہے یہ بھی جیسا چاہیے
دل پر نہین بیٹھتا ہے یعنی یہ توہین اور اسیری اور استیصال خاندان نبوت کربلا مین

کیا اوسکے رہا یہ خرابیان اور تباہی اہلبیت رسالت موقوف علیہ شہادت نہین اس شہادت مین حفظ اوس توہین کا ہنوا تجیر ششم یہ ہی کہ عمدہ ترین شرط شہادت وہی ہے کہ مقابلہ کفار حربی غیر کلمہ گو سے ہوا ورد جہ نزاع اور قتال کی سواے اعلاے دین اسلام اور کلمۂ شہادت کی نہو جیسا مذکور ہوچکا ہی کہ قاتل کفار غازی اور مقتول شہید اور یہ شہادت درحقیقت شہادت نبی کی ہے جسکا حال آیندہ انشاء اللہ تعالے از روے نص قرآنی بیان ہوتا ہی پس اس شہادت کی ترجیح ضرور ہی اور اسمین وہ شرط عمدہ مفقود ہے پھر صورت ترجیح اس شہادت خاص کی کہ درحقیقت شہادت ذات خاص نبی کی ہے صلی اللہ علیہ وسلم اوس شہادت شہداے غزوات نبی پر کون ہی اور اسمین کیا اسرار قدرت آلہی ہے تحیر ہفتم یہ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے درگذرا ور مصالحہ کیا اور حضرت جناب سید الشہدا علیہ السلام نے مقاتلہ کیا یہ دونون امور باہمدیگر متضاد اور متناقض ہیں یہ دونون امر متناقض اللہ کے نزدیک بجا اور مستحسن ہونا کس راہ سے ہوسکتا ہی اگر وہ مصالحہ عند اللہ اولی اور احسن تھا چاہیے کہ یہ مقاتلہ نا درست ہوتا اور اگر یہ مقاتلہ اولی اور بجا تھا چاہیے کہ وہ مصالحہ نا مستحسن ہوتا پس اسکی باریکیان اور اسرار حکمت آلہی اگر کوئی غور و فکر عقل سے بیان کرے معتبر کب ہی مگر یہ کہ نصوص قطعیہ آیات قرآنی موجہ اور مدلل از روے عقل و نقل کے ہو البتہ دل قبول کرے اسواسطے اسکا بیان از روے نصوص قطعیہ آیات قرآنی ضرور تر ہوا کسواسطے کہ اس قسم کی شبہات اور تحیرات مذکورہ بالا اور اسرار حکمت آلہی مین عقل و ادراک بشر کو دخل نہین سے فہم انسانی پذیرای خطابست ۔ انچہ در عقل نآید آن خداست ۔ لہذا پیشتر اس مضمون کو ذہن نشین کرنا مقدم تر ہی بعد اسکے جو حال واقعات کربلا از روی آیات قرآنی بیان کیا جاوے گا البتہ طبع انصاف پسند قبول کریگی وہ مضمون یہ ہی کہ کلام اللہ مین سواے تخصیص نام زید کے کسی کا حال بقید نام نہین بیان کیا ہے اور اس تخصیص نام زید کی بھی وجہ ہی کہ یہان اونکے بیان کی ضرورت نہین سواے زید کے جسکا حال کلام اللہ مین مذکور ہی بقید صفات اور علامات خاص کے ہی کسواسطے کہ نام مین توارد اکثر ہوتا ہے

اشخاص متعدد ایک نام کے ہو سکتے ہین اور صفت خاص مین دوسرا شریک نہین ہو سکتا
جیسے سورہ ھَلْ اَتیٰ مین جو تخصیصات خاص مذکور ہین سوای ذات خاص جناب امیر علیہ السلام
کے کسیطرف منسوب نہین ہو سکتی اسی طرح سے سورہ مائدہ جزو ششم مین جو چند صفات خاص مثل
یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ اور مفاد معنی لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ اور مصداق معنی اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ
وَرَسُوْلُهٗ الخ یہ تخصیص لفظ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ مذکور ہے سوای جناب امیر علیہ السلام
کے کسی طرف منسوب نہین ہو سکتے کہ عین حالت نماز رکوع مین باشارہ انگشت خنصر انگشتری گران بہا
سائل کو بخش دینا تخصیص لفظ رَاكِعُوْنَ سے پیدا ہے یہ تخصیص و تعیین خاص نام مین نہین
ہو سکتی ہے فافہم و تدبر اب اسی طرح سب اخبار پیشین واقعات کربلا قبل وقوع واقعہ
بتصریح تمام آیات کلام اللہ سے علی الترتیب مطابق واقع ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کس خوبی اور اعجاز کے
اور دلجوئی سے اس سانحہ قیامت زا کی اپنے حبیب کو خبر دیتا ہے اور سمجھاتا ہے یہ تخصیص خاص
قید نام مین نہین ہو سکتی ہے اکنون نفسی بر سخنم گوش فرا دار * خاموش خبردار خبردار خبردار *
پاس ادب حضرت شبیر نگہدار * زانوی ادب تہ کن و تسلیم بجا آر * دریاب کہ مقصود ازین
حرف و بیان چیست * در پردہ این نکتہ چہ پیدا و نہان چیست * دریاب کہ تا چیست درین حکمت
قیوم * ناکام چرا رفت ز دنیا شہ مظلوم * بی جرم یکی قتل شد و یک شدہ مسموم * با سینہ صد چاک و دل
خستہ و مغموم * نایافتہ کام دل خود چون دگران آہ * رفتند چرا ہر دو بحسرت ز جہان آہ * اب یہان سے
اس مضمون کو آیات قرآنی سے بگوش دل سماعت کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس مضمون ہوش ربا کی کس
لطف و خوبی سے اپنے حبیب کو خبر دیتا ہے تا دفعۃً ایسا مضمون تشویش افزا سنکر زیادہ تردد اور
اضطرار نہو سے بشنو بگوش ہوش ز اخبار کربلا * تا سر نکتہ چیست باسرار کربلا * تمہید غم والم سر صفحہ کلام اللہ
ابتدای سورہ بقر لفظا اور حرف الف لام میم سے پیشتر بیان ہو چکی ہے الم شد از سر قرآن علم الم تعلم
کہ ہست حرف الف لام میم شکل الم * آب ہا اسی سورۂ بقر جزو دوم رکوع ہیجدہم مین ترتیب ملاحظہ
ہو کہ اللہ تعالیٰ ابتدائے تمہید بیان اس اخبار آیندہ کی اپنے حبیب سے کس طرح فرماتا ہے کہ اول

اصل سانحہ کربلا کا کچھ شائبہ بھی نہین اولاً فقط ترغیب اور صفت ذکر و شکر کی فرماتا ہی کہ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ یعنی پس ذکر کرو تم ہمارا تا ہم ذکر کرین تمھارا اور شکر کرو تم ہمارا اور نہ کفران کرو تم بعد اسکے حکم استعانت بصبر و صلوۃ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ یہان بھی ابھی اصل مضمونکا کچھ کنایہ بھی نہین فقط حکم استعانت بصبر و صلوۃ ہی یعنے اے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو استعانت کرو تم ساتھ صبر اور نماز کے بعد اسکے فرماتا ہی کہ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ یعنی اللہ ساتھ صبر کرنیوالون کے ہی فقط اب اولا یہ نکتہ یہان سمجھہ لینا ضرور تہی بعد اسکے بیان اصل سخن کا اولی تر ہی یعنے اللہ یہ مضمون ترغیب ذکر و شکر اور استعانت بصبر و صلوۃ اپنی حبیب سے بیان فرماتا ہے اور حرف خطاب بصیغۂ جمع بجانب جمیع مومنین ہی کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسمین اول لطف یہی ظاہر ہے کہ اگر ابتداءً خاص بطرف ذات اپنی حبیب کے خطاب کر کے ترغیب ذکر و شکر اور استعانت بصبر و صلوۃ فرماتا البتہ سر دست مایۂ توحش اور تردد تھا کہ ضرورت اس تحصیل حاصل اور ترغیب صبر و شکر اور استعانت بالصلوۃ ایسی صابر و شاکر و ذاکر کو کیا تھی مگر کوئی سانحہ تازہ ناگزیر واقع ہونیوالا ہے کہ صبر و شکر وہان درکار ہے اسواسطے بصیغۂ جمع خطاب بجانب مومنین امت کے فرمایا کہ ؎ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ٭ گفتہ آید در حدیث دیگران دوم یہ کہ درحقیقت یہ مصیبت غم عام واسطے سب مومنین اور محبان اہلبیت کی مسلم ہے اسواسطے ترغیب ضبط و صبر کی سب مومنین کو ضرور تر ہوئی سوم یہ کہ زیادہ ترغیب صبر و شکر اور رضا و تسلیم اور ضبط اور استقامت کی خاصہ جانب جمیع مومنین شہداے دشت کربلا ہی لہذا کلام جامع بصیغۂ جمیع جامع تر ہے آمدم بر اصل سخن اب یہان سے ہر مضمون آیات قرآنی کی ہر جزئیات واقعات کربلا سے مطابقت ملاحظہ ہو کہ خوب معلوم ہے کہ ہنگام شہادت شہید مظلوم دشت کربلا وقت نماز ظہر کا تھا اور عین حالت تہیۂ نماز ظہر مین شمر ملعون نے شہید کیا پس یہان تطبیق معنی آیہ کریمہ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ کو ملاحظہ کرنا چاہیے اسکو مرثیہ جامع مین یون بیان کیا ہے کہ ؎

جب خاک پر گرا لاشۂ مظلوم کہا کی غش ٭ ہیبت کی ماری ہوگئی اعدا کنارہ کش ٭ دی آب مثل ماہی تڑپتا تھا ماہ وش ٭ پانی نہین ملا کہا ہر چند العطش ٭ جز آب تیغ آب نہ شد چون نصیب او ٭ از خون خود نمود شکر بلا وضو ٭ بعد تمہید اور ترغیب کے شکر و صبر و صلوۃ کی مرتبہ شہادتکا اللہ تعالی اسطرح بیان فرماتا ہی کہ لَا تَقُولُوا لِمَن یُقتَلُ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ اَموَاتٌ بَل اَحیَاءٌ وَّلٰکِن لَّا تَشعُرُونَ ملاحظہ ہو کہ پہلی شرائف اور فضائل کو صبر و شکر و صلوۃ در پردہ خطاب جانب مومنان اپنے حبیب کو سنا چکا اور طبیعت کو جانب صبر اور رضا و تسلیم خوب رجوع کر چکا پہر فضیلت شہادتکی بیان فرمائی اس پردہ مین اپنے حبیب کو خبر دیتا ہی کہ صاف صاف بے پردہ کہدینا ایک تو حشن اور صدمہ عظیم تہر کا ماردینا ہوتا ہی معنی لفظی اس آیہ شہادتکی یہ ہین کہ نکہو تم واسطی اوس شخص کے کہ قتل کیا جاے بیچ راہ خدا کی اموات یعنہا وسکو مردہ نکہو بلکہ شہید راہ خدا زندہ ہی لیکن تم نہین جانتی ہو اب یہان یہ نکتہ بامعان نظر ملاحظہ ہو کہ یہ خاص خبر اسی معرکہ شہادت کربلا کی بصیغہ واحد مستقبل ہی یعنی جو شخص کہ قتل کیا جاوے راہ خدا مین اس سے خبر شہادت آیندہ قبل وقوع صریح تر پیدا ہی بخلاف اوس آیہ کی جو خبر بعد الوقوع بصیغہ جمع باطلاع حال شہداے بدر نازل ہوئی ہی کہ لَا تَحسَبَنَّ الَّذِینَ قُتِلُوا فِی سَبِیلِ اللّٰہِ اَموَاتًا بَل اَحیَاءٌ عِندَ رَبِّھِم ملاحظہ ہو کہ یہان لفظ قُتِلُوا بصیغہ جمع ماضی خبر گذشتہ بعد الوقوع ہی یہان تفسیر دانان ظاہر کو گنجایش کلام کی ہوسکتی ہی کہ اس آیہ لِمَن یُقتَلُ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ کا شان نزول اور ہی اور واردات کربلا پر کسطرح وارد ہوسکتی ہی فقط اسکا جواب منصفین اہل باطن سمجہہ سکتی ہین کہ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ٭ گفتہ آید در حدیث دیگران ٭ اگرچہ مثل اور آیات کی صراحت تام اس مقام خاص کربلا کی نہین مگر چشم انصاف سے نگاہ شرط ہی کہ اسطرح کی تطبیق بیان تام جیسا کہ آیندہ بتصحیح تام بیان ہوتی ہی سواے خاص معرکہ کربلا کی اور کہان صادق آسکتی ہی فضلا علیہ کہ سورہ محمد مصطفیؐ مین جناب امیر علیہ السلام سے کتاب نہج البلاغۃ مین حسب شرح ملا حسین میبذی سب واردات کربلا کی ابتدا سے انتہا تک از روی آیات قرآنی بترتیب مطابق واقع تطبیق دی ہی گو شان نزول اون آیات کا بظاہر کچہ اور ہو مگر اہل معنی اصل معنی کو پہونچ جاتی ہین اور اہل ظاہر سے خطاب کب ہی مَن فَہِمَ فَہِمَ انشاء اللہ شرح بیان اون سب آیات کا آیندہ بجاے خود واضح ہوتا ہی فافہم و تدبر اور یہ ایک نکتہ اور بہی یہان سمجہنا چاہیے کہ اسمین خبر ماضی بعد الوقوع مین لفظ اَحیَاءٌ کی بعد قید عِندَ رَبِّھِم کی بہی موجود ہی کہ وہ اللہ کے نزدیک زندہ ہین اور

اللہ کے نزدیک عالم غیب مین سب زندہ ہین کہ روح کو موت نہین اور یہان لفظ اَحْیَاءٌ کی عام ہی فقط عِنْدَ رَبِّهِمْ کی
نہین ہے یعنی دنیا مین بہی واسطے امداد اور دستگیری بلارسیدگان عالم کے زندہ ہین جیساکہ اکثر حکایات اور معاملات
اس امداد عام کے روایات اور مشاہدات متواترہ سے ثابت ہین اور لفظ لَا تَشْعُرُونَ بہی اخبار آیندہ پر دلالت کرتی ہے
فافہم و تدبر یعنے یہ خبر خاص اسی شہادت کربلا کی قبل وقوع ہی کہ تم نہین آگاہ ہو اور اس لفظ لَا تَشْعُرُونَ مین ایک نکتہ
ہی کہ ایسے محبوب المحبوب خیر الخلایق بیگناہ کی بمقابلہ ایسے اشرار محض کے اسطرح کے معاملات عجیب حیرت افزا
ایسی ارحم الراحمین عادل حقیقی کیطرف سے جو واقع ہوئی البتہ ایسی اسرار حیرت افزا سے تم آگاہ نہین اور
ملاحظہ ہو کہ لفظ لَا تَشْعُرُونَ بصیغہ جمع خطاب بطرف مومنین کے ہی اور ابتدا اسی بطرف مومنین کے
بلفظ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خطاب ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اسرار الٰہی سے آگاہ تھے جب اسطرح خبر
اس شہادت کی بشہادت قرآن ثابت ہی اس سے مومنین عوام کا وہ شبہہ بخوبی دفع ہوا جو عمدہ ترین شرط شہادت
مقابلہ کفار غیر کلمہ گو سے سمجھتے تھے اور وجہ جدال بدون غرض نفسانی خاص واسطے اقرار کلمہ شہادت کی جانتے تھے
مگر منکرین نامنصف کو پھر بھی بجای خود گنجایش انکار باقی ہوگی کہ نص قرآنی کے منکر ہین اسکا جواب
انشاء اللہ تعالی آگے ظاہر ہوا جاتا ہی آمدم بر اصل سخن چونکہ امام شہید مظلوم دشت کربلا اخبار
نبوی اور مرتضوی صلواۃ اللہ علیہما سے پیشتر اس مشیت ایزدی سے آگاہ ہو چکے تھے اور اپنے قاتل کا نام
بھی اخبار نبوی سے جانتے تھے اسواسطے صورت واقعہ کربلا اس مقام مین مرثیہ جامع مین یون منظوم
ہی کہ سر کاٹنے کو آتا تھا حضرت کی پاس جو ⁂ شہ اوسکا نام پوچھہ کے کہتے تھے دور ہو ⁂ ایک شخص نے جو شمر
کہا اپنے نام کو ⁂ کہہ صَدَقَ رسول کہا سر کو کاٹ لو ⁂ لیکن تو اینقدر بدے مہلت ای لعین ⁂
تا سوی قبلہ سجدہ کنم بر سر زمین ⁂ سجدے مین جب امام نے گردن کو خم کیا ⁂ فی الفور اوس لعین نے سر کو قلم کیا
خالق کا شکر شہ نے ادا مرتے دم کیا ⁂ گو کافرون نے ہای ستم پر ستم کیا ⁂ آمد صدای نوحہ کردہ بیان عرش
کردند بہر مقدم او ہر دو دیدہ فرش ⁂ ابن زیاد نے سر شبیر کے تئین ⁂ بھیجا یزید کافر ملعون کی قرین
ہمرہ محافظت کی لیے فوج کے لعین ⁂ نیزہ پہ تھا سوار سر سروران دین ⁂ بالای نیزہ آن سر اقدس چنان نمود
گویا کہ آفتاب قیامت بہ نیزہ بود ⁂ جب اللہ تعالی یہ سب صفات اور فضائل ذکر شکر و صبر و صدق

دفع شبہ

اور شہادت بترتیب مذکور روے خطاب جانب مومنین اپنی حبیب کو سناکر بتدریج آہستہ آہستہ
طبیعت سامع کو بجانب صبر و شکر اور ذوق شہادت راغب او مشتاق کر چکا اب ملاحظہ ہو کہ
کہ آہستہ آہستہ تصریح سر کربلا اور مصیبت کی بترتیب قبل اور بعد اور بتدریج کم و بیش جس ترتیب سے
کربلا مین واقع ہوئی ہین ایک ایک بقید نام بنام بیان فرماتا ہی تا دفعۃ ہجوم مصائب سخت سنکر
طبیعت سامع مخاطب صحیح کی متردد او متوحش نہو جائے اسکو بخطاب صیغہ جمع فرماتا ہے کہ ٧
وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ یعنے ہر آینہ مبتلا کرین گے ہم تمکو یعنے امتحان کرین گے تمہارا کسی شئے
سی جیسا کہ بعد وفات شہادت معنوی حضرت امام حسن علیہ السلام کے جناب سید الشہدا
علیہ السلام کو مدینہ منورہ مین ہر دم مکر یزید لعین سے تردد رہتا تھا ع شاد مدینہ تا کہ
بشہر مدینہ ماند ٭ از سوے شہ یزید لعین پر زکینہ ماند ٭ پس یہی کنایہ صریح ہے لفظ
بشیء سے بعد اسکے اسپر اللہ نے ترقی بتدریج فرمایا ہے کہ بشیء من الخوف جیسا کہ بعد
پیام بیعت کے آپ کو یزید لعین کی طرف سی ایذا رسانی کا خوف تھا کما وقع بعد اسکے
اس سے سخت تر امتحان جوع کا تھا کہ فرماتا ہے والجوع اسکے بیان کی حاجت کیا ہی
کہ فقر و فاقہ اس خاندان نبوت کا تمغائے قدیم موروثی ہے خصوصاً اس سفر مصیبت
مین اور بھوک کے ساتھ پیاس بھی لازم ہے جیسا کہ حال تشنگان کربلا تو مشہور ہے
اوسپر غضب کہ وہ چاہ جو خیمگاہ کربلا مین کندہ ہوا او بھی بحکم دشمن محروم مین نہاں گیا
جیسا کہ مرثیہ جامع مین مذکور ہے ع چون چشمہ ہم نہان شدہ از حکم کردگار ٭ بیابان اولیا
آب بیاد رچند بار ٭ یہ خاص فعل الہی بدون حیلہ عالم اسباب کے ہی اگرچہ قدرت رفع تشنگی ہر بار
گو وہ بھی بمشیت ایزدی متصور تھا مگر ارباب ظاہر کو بنظر دستور متعارف کا بنا عجائب قدرت
الہی پر کمتر نظر ہوتی اسکو بھی بسبب مزید اخراج آب کے تصور کرتے اور وجود غائب ہو جاتی
سی گویا خود خدا نے اپنا خاص فعل سب خاص و عام پر بے پردہ ظاہر کر دیا یہ سر نکتہ
نکتہ قدرت الہی انشاء اللہ بجای خود بیان کیا جائیگا فقط بعد لفظ خوف اور جوع کی اللہ تعالی

اسپر ترقی فرماتا ہی کہ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ یہ نقصان اموال کا خصوصًا ایسے سفر مصیبت میں
بڑا غضب ہی اور سب مصائب مذکورہ بالا پر غالب تر ہے اسلئے بیان کی بھی حاجت نہیں کہ
غارتگری اور آتش زنی خیام اہلبیت رسالت ظاہر و باہر ہی سہ درخیمہ ناگہان ہمہ کفار ریختند
آتش زدہ طناب خیمہ در گسیختند ٭ یہان سے روایت خوب صحیح اور معتبر ہی کہ ہنگام غارتگری خیام
اہلبیت رسالت سب کفار کی آنکھوں سے بصارت جاتی رہی تھی خواہ بظاہر جیسا کہ وفور دخان آتش
ہو جیسا ماں ہو یا ہو عصمت کی احتیاط مد نظر تھی ٭ آتی ہی کو رہو گئی خیمہ میں سب شئی
اسباب باقی کہ تھا جو کچھ لوٹا کوئی ٭ چادر ہیں چھینی ہر ایک عفیفہ چھپی ہوئی ٭ ہر ایک اہلبیت بر شتر
سوار ہودہ اہلبیت حضرت عابد بیمار ہودہ ٭ بعد بیان اس سب مصائب کے جیسا کہ بعینہ ہو بہو
معرکہ کربلا میں واقع ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وَالْاَنْفُسِ یعنی ہمراہ نقصان اموال کی نقصان نفوس کا
بھی مقدر ہی کما ہو ظاہر ہر چند لفظ اَلْاَنْفُسِ عام ہے اسمیں سب نفوس عزیز اقربا اور رفقا اور
فرزندان بعینہ شامل ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس امتحان شدید تر کو انفس سے جدا کرکے تخصیص خاص فرمایا
کہ وَالثَّمَرٰتِ یعنی اسکو بھی اللہ تعالیٰ نے بلفظ جمع فرمایا کما وقع اس سے سخت تر کون امتحان ہو سکتا ہی
یہی امتحان خاص ہونا تھا واسطے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھی تھا کہ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ
اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی اور وہان بعد تکمیل امتحان کے فدیہ بھی آیا اور چھری بھی کند ہو گئی اور بشارت
بھی پہنچی کہ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اور یہان بالعکس کہ باہمہ امتحانات
شدیدہ مذکورۃ الصدر الکبر اور سی پچاس زخم بھی جسم مبارک پر پہنچ چکے تھے پھر بھی مگر امتحان کامل
نہو چکا تھا کہ خنجر شمر لعین کا مثل کارد ابراہیم علیہ السلام کند بھی نہوا اور فدیہ کیسا بلکہ غارت اور اسیری اہلبیت
اور آتش زنی خیمہ کا بھی ہوا ٭ فکرتہ آلفا فاعتبروا ایہا الغافلون اب اسکو سمجھنا چاہیے کہ ایسا امر اہم حیرت افزا
سراسری نہیں ہو سکتا البتہ اسمیں کوئی سر عظیم مستتر ہی جیسا کہ آئندہ انشاء اللہ خود کلام الٰہی سے ظاہر
ہوتا ہی آخر کار اللہ تعالیٰ بعد بیان ان سب مصائب علی الترتیب کے بشارت دیتا ہی کہ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ
الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ

مِنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ اب ملاحظہ ہو کہ اول بر سبیل حکایت مومنین کیطرف
خطاب کرکے سب بتدریج اپنے حبیب کو سنایا اب خاص بصیغۂ واحد اپنے حبیب کیطرف مخاطب ہو کر حکم
بشارت رسانی کا فرماتا ہی کہ ترجمہ بشارت دی ای محمد اون صابرون خاص کو کہ پہونچی جسوقت
اون صابرونکو مصیبت کہا اون صابرون نے انا للہ وانا الیہ راجعون پس وہ لوگ جنکا ہنگام مصیبت
یہ حال اور قال ہی اون لوگون پر صلوۃ ہی اونکے رب کی طرف سے اور رحمت ہی اور خاص وہی لوگ
ہدایت پانے گئے ہین فقط یہان اقسام صبر ورضا اور بلا مین صاحبدلون نے بہت کچھ لکھا ہے
تفصیل اوسکی دراز ہی تھوڑا بقدر مناسب مقام رسالہ ماہیت البلا اور کتاب
ظہیر الدارین مین خامہ کاتب سے بجائے خود برآمد ہوا ہے اون سب کا اجمال ان تین
شعرون سے ظاہر ہے کہ ؎ مکروہ طبع گرنبود آن بلا نماند ٭ بل عافیت صبر برو نیست ہیچ کار
دریافت لذتی بہ بلا باز شکر کرد ٭ آن شکر لذت است ور اعتبر مدار ٭ ور با ہمہ کراہت نفس راضی است
این صبر و شکر را بود البتہ اعتبار ٭ شد ختم ہمچو صبر و بلا خاص بر حسین ٭ جزوی نصیب کس نشد این رتبہ
زینہار ٭ اب اندکے نسق بیان آیات قرآنی علی الترتیب مطابق واقع امعان نظر سے ملاحظہ
ہو کہ اول بیان فضائل ذکر و شکر بعد اسکے حکم استعانت بصبر و صلوۃ پھر اپنی معیت ساتھ
صابرین کی کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ پھر اسکے بعد بتدریج درجہ بدرجہ بیان ترقی جمیع مصائب
کا نام بنام مطابق واقع کی تا بالفعل سامع کو بھی دفعۃً مصیبت سخت سنکر باعث توحش ہو اور آیندہ
عند الوقوع مبتلا پر بھی زیادہ تر شاق ہو کر ان نگذری اور بتدریج آہستہ آہستہ طبیعت متحمل ہو بعد اسکی
خبر شہادت آیندہ بصیغۂ مستقبل قبل الوقوع پھر آخر کار بشارت خاص واسطے اونھین صابرین کے
جو اسطرح کی ہجوم مصائب پر صبر کرین بعینہٖ لفظ صلوۃ و رحمت اور اہتدا یہ سب معاملات اسی ترتیب سے
مطابق اخبار کلام اللہ کے سوای معرکۂ خاص کربلا کے اور کہان وی زمین پر واقع ہوئی ہین پھر یہ سب
آیات کلام اللہ اگر اخبار خاص واقعات کربلا نہین اور کہان یہ سب مضامین اس ترتیب خاص کے ساتھ
صادق آتے ہین فافہم وتدبر اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ اب اس سب سے اوضح تر

اور نکتہ ملاحظہ ہو کہ کسی طرح یہ مضمون اور یہ بشارت سواے شہدای خاص کربلا کے ہرگز ہرگز صادق
نہین آسکتے یعنی بالاتفاق ثابت ہے کہ تخصیص صلوۃ کی خاص واسطے ذات خاص حضرت ختم
المرسلین کے مخصوص اور منصوص ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الآیۃ اور کلام اللہ
مین متواتر اور توالی جا بجا اجر صابرین کا علی قدر حالہم بتصریح تمام منصوص ہے کسی مقام مین اُولٰئِکَ
یُؤْتَوْنَ اَجْرَھُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا الخ اور کسی جگہ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ اور
کہین آیا ہے سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ اور کہین وارد ہے جَزٰھُمْ بِمَا صَبَرُوْا
جَنَّۃً وَّحَرِیْرًا الخ اور کہین منصوص ہے اُولٰئِکَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَۃَ بِمَا صَبَرُوْا اور کہین موعود ہے
اِنِّیْ جَزَیْتُھُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْا علی ہذا اسی طرح سے بہت جگہہ کلام اللہ مین جزاے صابرین بتصریح
منصوص ہے مگر کہین کسی جگہہ لفظ رحمت اور صلوۃ کی نہین وارد ہے اور یہان پہلے اللہ تعالی نے
اپنے تئین شریک صابرین کا قرار دیکر معیت اپنی بیان فرمائی ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ اور آخر کار
تخصیص صلوۃ اور رحمۃ اور اہتدا بنسبت صابرین بیان فرمائی اور صلوۃ خاص واسطے اسی ذات خاص
ختم المرسلین کے منصوص اور مخصوص ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے اس سے بواقعی واثق تر ہوا کہ یہ بشارت
مخصوص واسطے جناب سید الشہدا اور شہداے خاص کربلا کے ہے اور کسی جا زنہار صادق نہین آتی
اور اس تخصیص صلوۃ سے یہ بھی یقینی ثابت ہوا کہ یہ شہادت عین شہادت جناب رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہے کہ تخصیص صلوۃ کی اسپر دلالت قوی کرتی ہے اور الحق کہ روح و دل و جان ہمہ ظاہرا
اور باطنا ذات خاص جناب سید الشہدا علیہ الصلوۃ والسلام تھی جیسا کہ کتاب سر الشہادتین مین
بتوضیح تمام مذکور ہے اور وجہ لفظ کما صلیت علی ابراہیم کی اکثر درود مین وارد ہے یہ مناقض اوس
تخصیص خاص کی نہین بلکہ موید ہے کیونکہ آباے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین خاص نام حضرت
ابراہیم علیہ السلام اور ملت ابراہیم مخصوص بلکہ منصوص ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے ثُمَّ اَوْحَیْنَا
اِلَیْکَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا الخ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اکثر اوراد خاص مین
داخل ہے کہ علی ملۃ ابینا ابراہیم حنیفا مسلما الخ بخلاف ادیان اور انبیا کی کہ دین محمدی ناسخ اون سب

ادیان اور احکام سابقہ کا ہے اور یہان تابع اور موافق ملت ابراہیم علیہ السلام کے ہے اس صورت مین نسبت صلوٰۃ کے بتقدیم اور بتبعیت نام حضرت ابراہیم علیہ السلام درحقیقت خاص بجانب اسی نور محمدی کے منسوب ہے کہ اوس صلب طاہر مین ودیعت تھا کسواسطے کہ نص قرآنی مین نسبت صلوٰۃ اور سلام اور تسلیم کی اسی ذات خاص کے واسطے مخصوص اور ماجرا اسے عظیم ہے کہ لفظ صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الخ اسپر دلالت قوی کرتی ہے اور اسی تخصیص صلوٰۃ سے ثابت ہوتا ہے کہ لفظ صلوٰۃ کے واسطے صابرین کے محض شہدائے کربلا کیواسطے تخصیص رکھتی ہے اور کسی جگہ لفظ صلوٰۃ اور رحمت کی صادق نہین آسکتی ہے اور سوائے اسی مقام خاص کے کسی جا اور کسی امر مین لفظ صلوٰۃ نہین آئی ہے فافہم وتدبر اور فضائل صلوٰۃ جو کچھ کہ قرآن اور حدیث سے ثابت ہین وہ فضائل محض او نہین درود کے واسطے خاص ہین کہ جو ذات خاص نبی آخر الزمان کے واسطے ہین کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الخ اسپر شاہد عادل ہے فقط اب معلوم کرنا چاہیے کہ یہ جو کچھ حال واقعات کربلا بیان کیا گیا یہ اخبار پیشین کلام اللہ قبل وقوع نہین کہ آخر کا بعینہ تمام اخبار کلام اللہ کا اوقات معینہ مین واقع ہوئین یہ سب قبل وقوع اخبار آیندہ تھین اب بعد الوقوع ماضی مین داخل ہین فضلا علیہ اسکے سوائے بھی جمیع سوانح کی اخبار از ابتدا سے شہادت جناب حضرت امام حسن مجتبی علیہ السلام تا روز قیامت جو کچھ گذرچکا ہے اور گذرنے والا ہے کا اخبار اور اشعار آیات کلام اللہ سے بسند معتبر ملاحظہ ہو مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا الخ ملا حسین میبذی بیچ شرح قصائد مرتضوی کے کتاب فواتح مین لکھتے ہین کہ جناب امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام جمیع فتن اور سوانح جو کچھ کہ بعد وفات حضرت رسالت پناہ صلعم واقع ہوئی ہین تا آخر سفر کربلا اور بادشاہی بنی امیہ اور یزید لعین اور تمام اشرار کربلا علی الترتیب کما وقع کلام اللہ مین سورہ حٰمٓ عٓسٓقٓ سے استنباط فرماتے ہین از انجملہ مفہوم معنی کریمہ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ مصداق حال حضرت امام حسن مجتبی علیہ السلام ہے الحق کہ عفو اور صلاح بین المومنین مصداق حال اوس جناب کا ہے کما وقع بعد اسکے وارد ہے وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ

سبب بیان واقعات آیندہ کربلا قبل وقوع شدن بزمان ظہور رسالت واقع ... از روی آیات مستفہم کلام اللہ

ظُلمِہٖ فَاُولٰئِکَ مَا عَلَیۡہِمۡ مِّنۡ سَبِیۡلٍ الخ یہ مضمون بعینہ مطابق حال جناب سید الشہدا علیہ الصلوٰۃ
والسلام ہی یعنے جو کوئی کہ ناچار ہو کر بعد اتمام حجت بدلا لیوی بعد مظلوم ہونے کے پس اون لوگونپر
نہیں الزام ہے کہ معذور ستھے اور کوئی دقیقہ قطع حجت اوز وہ گذرا اور معذرت کا اوٹھا نہین
رکھا آخر کار سہ چو دست از ہمہ حیلتی درگسست ٭ حلالست بردن بشمشیر دست ٭ یہ جنگ
بطور دفاع شر اعدا تھی نہ بقصد کما ہو ظاہر یہان سے ایک بڑا تحیر اور تردد عظیم دفع ہوا کہ جناب
حضرت امام حسن علیہ السلام نے مصالحہ کیا اور یہان معرکہ کربلا مین بالعکس واقع ہوا پس اگر
وہ مصالحہ اللہ کے نزدیک احسن اور بجا تھا چاہیئے تھا کہ یہ جنگ اور مقاتلہ کہ اوسکے برخلاف
واقع ہوا عند اللہ نا درست ہوتا اور اگر یہ مقاتلہ اللہ کے نزدیک بجا تھا چاہیئے تھا کہ وہ مصالحہ
اولین نا درست ہوتا یہ دونون امر متضاد اور متناقض بقصد واحد مین کس راہ سے اللہ کے
نزدیک احسن اور اولیٰ ٹھہرے پس اب خود اللہ تعالےٰ بمفہوم معنی ان دونون آیہ کریمہ کے
وہ سب تردد دفع کرتا ہے کہ وہان بجزاے عفو اور صلح اجر کامل مترتب ہوا اور مرتبہ
شہادت معنوی اوسپر مزید ہوا کہ فَمَنۡ عَفَا وَاَصۡلَحَ فَاَجۡرُہٗ عَلَی اللّٰہِ اور یہان معرکہ کربلا
مین کہ بعد وقوع ظلم ظالمان پس از اتمام حجت نوبت مجادلہ کی پہونچی اور کسیطرح اشرار
کربلا نے نہ مانا لاجرم اس مقاتلہ مین معذور رکھکر جزاے صبر اور یہ مرتبہ شہادت کے
مزید پائی کہ اُولٰئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَرَحۡمَۃٌ وَاُولٰئِکَ ہُمُ الۡمُہۡتَدُوۡنَ جیسا کہ
مرثیہ جامع مین بنا بر افہام عام یہ مضمون اتمام حجت کا اس طرح بیان کیا گیا ہے سہ
پہلے تو ابن سعد سے کہنے لگے امام ٭ سب آل مصطفے کا کیا تو نے قتل عام ٭ باقی مین ایک
ہون مجھے لیچل بسوے شام ٭ اوس بیحیا نے شاہ کا مانا نہ جب کلام ٭ ناگاہ آمد
عرق ہاشمی بجوش ٭ جز الامان نیا مدہ چیزے صدا بگوش ٭ آیا جو غیظ مین خلف شیر کردگار
ہیبت سے سب عدو سے لگے تھرانے ایکبار ٭ حکم قضا تھا حکم مبارک کے انتظار ٭ حسنت
کی ملک قضا بولی یون پکار ٭ ای شاہ زہے حیدری زجبین تو آشکار ٭ نام تو ورد کند کار ذوالفقار

دفع تعجب بضمن
زینب شعار

اعداکو پھر تو زیر دم تیغ رکھ لیا ؛ تیغ دو دم سے شاہ نے ہر اک کو دو کیا ؛ کہہ جام مرگ میمنہ کی فوج نے پیا ؛ گہ میسرہ کی فوج کو شہ نے ہٹا دیا ؛ ہر گہ کہ از نیام بر آورد ذوالفقار ؛ افتاد مثل برق بمیدان کارزار ؛ ہیبت سے سامنے نہیں آتا تھا ایک بشر ؛ آتا وہی تھا آئی تھی جسکی قضا اگر ؛ آتی ہی شاہ کرتے تھے فی النار والسقر ؛ شور نشور کر دیا اعدا کو مار کر ؛ در دست داشت تیغ قضا جلشانہ ؛ ہاتف بگفت صل علی جلشانہ ؛ پس اب معلوم کرنا چاہیے کہ جیسا وہاں جناب سید الشہدا کو بلفظ مَا عَلَيْهِم مِن سَبِيلٍ اس مقاتلہ میں معذور رکھا کہ بسبب تمام حجت اور مظلومیت کے نہیں ہے اوپر لشکر اسلام کے راہ گرفت اور الزام کی ویسا ہی لشکر ظالموں پر حجت الزامی اور راہ گرفت قائم ہوئی ہے کہ فرماتا ہے إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ یعنی نہیں ہے راہ گرفت اور الزام کی مگر اون لوگوں پر کہ ظلم کیا ہے اون لوگوں نے اوپر آدمیوں کے اور بغاوت کی ہے اوپر زمین کے ناحق وہ لوگ ہیں کہ جنکے واسطے عذاب دردناک ہے فقط یہ بعینہ مصداق حال اور مآل کار باغیان بنی امیہ ہے بعد اسکے ترتیب وار ہے کہ وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ یعنی جسنے کہ صبر کیا اور عفو اور درگذر کی ہر آئینہ یہ عزم امور سے ہے یعنی بڑا ضبط اور صبر کار اولوالعزمانہ علو ہمت کا ہے فقط یہ بعینہ مصداق حال جناب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ہے بعد اسکے تمام حال خسران مآل یزید اور ہمراہیون اوس ملعون اور تمام اسرار کربلا کا بشرح و بسط تمام ملاحظہ کرنا چاہیے کہ اللہ فرماتا ہے وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن وَلِيٍّ مِّن بَعْدِهِ وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِّن سَبِيلٍ وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ يَنظُرُونَ مِن طَرْفٍ خَفِيٍّ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ وَمَا كَانَ لَهُم مِّنْ أَوْلِيَاءَ يَنصُرُونَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن سَبِيلٍ ترجمہ لفظی یہ ہے کہ اور جسکو راہبری نکرے اللہ تو نہیں واسطے اوسکے کوئی دوست رہنما بعد اللہ کے اور تو دیکھیگا اے حبیب مخاطب

گنہگارونکو جسوقت دیکھین گے گنہگار یعنے اشرار کربلا عذاب الٰہی کو کہین گے کہ کسیطرح دنیا
مین پھر جانے کی بہی کوئی راہ ہوتی یعنے دنیا مین پہر جاتے اور اپنے گناہ اور مظالم
مظلومان کربلا سے بخشواتے کہ یَا لَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ یعنے کاش پھر دنیا مین زندہ
ہوتے اور اسکا عذر و معذرت کرتے فقط اس سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ سب ملاعین کربلا
بے توبہ مرے اور اونکی توبہ زبانی قبول بہی نہ ہوئی جیسا کہ بجاے خود بعد اسکے مذکور
ہوتا ہے پہر ترجمہ ہے اوسی آیہ مذکورہ بالا کا کہ دیکھے گا تو اے محمد اون ظالمونکو جب سامنے
کئے جائینگے آتش جہنم کی جہکی ہوئی ہونگی اونکی آنکھیں اور تیرے آگے مارے ذلت
اور ندامت اور روسیاہی کے اور تیری طرف آنکہ چار نکر سکینگے اور وہ دیکھینگے تیری طرف
مِنْ طَرْفٍ خَفِیٍّ یعنے نیچی آنکھون کنکھیون سے ڈرتے ہوے اور اونکو دیکھکر مومنین
ایماندار کہین گے اِنَّ الْخَاسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یعنی مومنین
محبان اہلبیت اور ماتمیان حسین خوش ہو ہو کہین گے کہ ہر آئینہ یہ زیانکار خاسرین ہین کہ خسران
اپنی نفوس اور اپنی اہل کا کیا جو اونکے شریک اور معاون تہے روز قیامت مین فقط یہان مفہوم
معنی اوس نکتہ مذکورہ بالا کا سمجھنا چاہیے کہ جیسا اس دنیا مین اس مصائب کربلا کے رونے
سے امتحان محبت اور ایمان ماتمیان ہے ویسا ہی عاقبت مین حال ذلت ظالمین دیکھکر
ہنسنے سے امتحان ہوگا کہ فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْکُفَّارِ یَضْحَکُوْنَ اسی مقام سے
اشارہ ہے اب مفہوم معنی اصل آیہ مذکورہ بالا کو سمجھنا چاہیے کہ بعد لفظ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کے
اللہ نے حبیب کو خبر دیتا ہے کہ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ فِیْ عَذَابٍ مُّقِیْمٍ یعنے آگاہ ہو اے
محمد کہ ہر آئینہ ظلم کرنے والے بیچ عذاب دائمی کے ہین ملاحظہ ہو کہ یہان لفظ ظالمین کی فرمائی
مشرکین اور کافرین نہین فرمائی اور اوپر بہی اسکے آیہ بالا مین لفظ تَرَی الظّٰلِمِیْنَ ہی [illegible]
اشرار کربلا سمجھین جاوین کہ اوسے زیادہ تر روی زمین پر کون ظالم ہوگا اور [illegible]
فرماتا ہے وَمَا کَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِیَآءَ یَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

مِنْ سَبِيْلٍ یعنی کوئی نہوگا واسطے اونکے حامیتی جو بچاوی اونکو علی الرغم اللہ کی اور جسکو بہری نکرے اللہ پس نہین ہی واسطے اوسکے کوئی راہ فقط یہ اخبار عذاب دائمی کیواسطے اشرار ظلام کربلا کے سورہ حمعسق مین بالاجمال ہین اسکے سوای اور جگہہ بھی بتصریح تمام اخبار ملعون ابدی اور عدم قبول توبہ اشقیای کربلا بالتخصیص وارد ہی کما قال عز وجل كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ الخ اب واسطے ملاحظہ مضامین ان آیات بینات کی امعان نظر بھی درکار نہین ملاحظہ ہو کیسا صاف صاف واضح تر یہ مضمون مصرحہ آیات قرانی مطابق حال اشرار کربلا کے ہی کہ بے پردہ صاف صاف اللہ تعالی فرماتا ہی کسطرح ہدایت کریگا اللہ تعالی اون لوگون کو کہ کافر ہوگئی بعد ایمان لانے کے اور شہادت دی چکے کہ ہر آیینہ رسول خدا برحق ہی اور آئین واسطے اونکی آیات بینات اوپر تصدیق رسالت کے اور پھر اوس رسول سے منحرف ہوگئی اللہ نہین ہدایت کرتا ہی قوم ظالمونکو اون لوگونکی جزا یہ ہی کہ اوپر لعنت ابدی اللہ کی اور تمام ملائک اور تمام آدمیون کی ابدا موبدا نہین تخفیف کیا جاویگا کبھی اونسے عذاب اور نہ امداد اور نہ نصرت کیجاوینگی کبھی یعنی حامیتی اور درد رس اور شفیع کوئی نہوگا اور سب جن وانس اور ملائک اور خدا اونپر لعنت بھیجین گے ہمیشہ فقط پس ملاحظہ ہو کہ یہ سب مضامین مصرحہ آیات قرآنی کسقدر بعینہ حرف بحرف ملاعین اشقیای کربلا پر صادق آتی ہین کہ ایسی مورد لعن تمام کائنات ہین خصوصاً تخصیص لفظ ظالمین سی سب مرتد اور کافر اور مشرک اور فساق فجار نکل گئی اور لفظ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ اور لفظ شَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ الخ کسقدر اس تخصیص خاص کو قوت دیتی ہی فافہم وتدبر اور یہ بھی خوب معلوم ہی کہ بعض لوگون نے قبل جنگ کربلا ہمراہی لشکر یزید سے کنارہ کیا اور توبہ بھی کی مثل حضرت حر یا اونکا بیٹا اور غلام یا شاید بعد یزید کی بھی ریاست مغصوبہ سے کنارہ کیا اور جو کوئی اس قبیل سے ہو کہ پیشتر سے کنارہ کش

اور تائب ہوا ہو یا پیشتر سے شریک یزیدیون کا نہوا ہوا ور بعد معرکہ کربلا کی نادم اور تائب ہوا ہو
پس ایسے خاص لوگونکی استثنا خود اللہ تعالی باین الفاظ فرماتا ہے کہ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ
وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پس یہ استثنا خاص بھی اسی پر دلالت کرتی ہے اور مطابق حال
واقع کربلا ہی یعنے مگر وہ لوگ کہ توبہ کی اون لوگون نے بعد اسکے اور اصلاح کی پس ہر آینہ اللہ غفور الرحیم
ہی فقط بعد اسکے جو اور اشقیای کربلا مرتے دم تک کفر اور بغاوت اور شقاوت پر قائم رہے
اور زیادہ کفر اور طغیان کا غلبہ کیا کہ تصریح شقاوت اور مظالم کی کتاب سر الشہادتین اور تحریر الشہادتین
مین واضح تر مذکور ہی وہ لوگ شاید اگر ہنگام نزول بلا بخوف تیغ انتقام مختار ثقفی آخر کار توبہ پر بھی ناچار ہو کر
رجوع ہوئی ہو وین یہان خبر عدم قبول توبہ تخصیص خاص اللہ تعالی فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
بَعْدَ اِیْمَانِہِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُہُمْ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الضَّآلُّوْنَ یعنے وہ لوگ کہ
کافر ہو گئے بعد ایمان کے پھر زیادہ تر کیا کفر کو نہین قبول کیجاوی کی توبہ اونکی وہ لوگ ضال گمراہ ہین
فقط اب ان سب تصریحات تامہ کو ملاحظہ کیا چاہیے کہ اول سے آخر تک بعینہ ہر جزئیات مطابق واقعات
کربلا کے واضح تر ہی اور سوای واقعہ خاص کربلا کسی جگہہ اور کسی سانحہ سے ان سب آیات قرانی کی
مطابقت نہین ہو سکتی ہے فافہم وتدبر اب معلوم کرنا چاہیے کہ یہ سب اخبار قبل الوقوع واقعات
کربلا از روی آیات منصوصۂ قرانی بیان کیے گئے اور بعد الوقوع تطبیق ہر مصیبت اور ہر واقعہ کی آیات
قرانی سے بواقعی معلوم اور ثابت ہوئی مگر اس سے رفع ترددات اور تحیرات مذکورہ بالا نہوا بلکہ
اور زیادہ تر اوس تحیرات کو قوت ہوئی خصوصاً تحیر ہفتم کو زیادہ تر قوت ہوئی کہ جس حالت مین
بحکم خدا اور بفعل خدا اور بارادہ خدا بہ تقدیر مشیت ازلی یہ سب واقع ہوا جسکی خبر اللہ تعالی کلام اللہ
مین فرماتا ہی جیسا کہ مذکور ہو چکا معہذا ایسے ظلم عظیم اور شقاوت قوی کی مکافات مین اگر ایسے
ملاعین اشقیا عذاب دائمی جہنم مین مبتلا ہوی اور اوسکے اجر مین سب شہدا مظلوم بیگناہ
خیر محض ہزار گونہ نعمای بہشت اور رحمت اور رضوان الہی مین مستغرق ہوئے یہ کب ایسے مظالم اور
بغاوت شدید کی سزا ہی اور کب ایسے خیر محض مظلوم بیگناہ معصوم کا اجر ہے کہ ہر مومن بیگناہ کا

قتل بعد یہ استحقاق سزا اور جزا کی رکھتا ہے مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ جب یہ حکم عام سزا اور جزا کا سنت الٰہی اور نبیین کے واسطے علی العموم منصوص ہے پس اگر مظالم اور شہداے کربلا کا بہی اسیطرح کا مکافات اور اجر منصوص ہوا کون تخصیص اور تکلف ہوا کہ سب شہدای بہشت قبل ایسے مظالم اور مصائب شدیدہ کے ایسے بیگناہون خیر محض معصوم کے واسطے مسلّم اور متحقق ہے بارے ایسے مظالم اور مصائب کا نتیجہ اور اسرار کچہ معلوم نہوا سے پسندیدہ پرسیدای ہوشمند ٭ جوابت بگویم گر آید پسند ٭ پہلے شبہہ اول ور تجیر ہفتم کو دفع کرنا مقدم تر ہے کہ جس حالت مین اسکا فاعل درحقیقت خدا ٹہرا کہ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ اسصورت مین یزید ملعون اور اشرار کربلا کی ملعون اور معذب ابدی ہونیکی کیا وجہ **جواب** اب اوسکو بعینہ اسطرح سمجہنا چاہیے کہ خالق افعال بندگان اور خالق شر نفس اور شیطان کا اللہ ہے کہ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ اور شیطانکو خود اللہ نے نفوس بشر پر مسلط و معین کیا اور انبیا کو شر نفس کے ہاتہہ سے عاجز کیا کہ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ خود بزبان انبیا فرماتا ہے اور کسی نبی کو نفس پر اختیار نہین دیا کہ خود اپنے حبیب نبی برحق سے فرماتا ہے قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اور پہر شیطان لعین کو اوسنے اختیار دیا کہ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ٭ اور خود شیطان کو حکم اغوا کا دیا کہ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا الخ پہر اس صورت مین شیطان کا کیا قصور کہ ازل سے اسی کام پر مامور ہے جو کچہ ہوا بحکم تقدیر خدا ہوا پہر شیطان کو معذب اور ملعون ابد سے خلود فے النار کیون کیا اور انسان کو بجرم شر نفس کیون ماخوذ کیا پس جو صورت شیطان کے معذب اور ملعون ہونے کی سمجہی جاوے وہی نظیر بعینہ یہان بہی سمجہی جاوے کہ جس فاعل مختار نے کسیکو ازل سے شقی اور ملعون ازلی پیدا کیا اوسی سے عالم ظاہر میں بسبب کام شقاوت اور بغاوت کے ظاہر کیے تا موافق حکم ازلی مستحق لعنت ابدی اور تعذیب کا پیدا کرے کہ مَنْ

يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ یہی حال یزید اور سب اشقیای ظالمین کربلا کا سمجھنا چاہیے جسطرح یہان
سب مراتب اعمال شقاوت کی لشکر کربلا پر ختم کرنا ازلی تھا کہ اوسکے یہ سبب اسباب اور آثار
عالم اسباب مین ظاہر ہونا ضرور ہوا اسیطرح سب مراتب سعادت کا اور اختتام اور تکمیل جمیع
مراتب صبر اور رضا اور تسلیم اور شہادت اس خامۂ پنجتن پر ختم کرنا ازلی تھا لما وقع کسواسطے کہ بدون
وقوع ظلم اور مصائب اور بلیات کے امکان صبر و رضا اور تسلیم کسطرح متصور تھا کہ صبر بلا پر ہوتا ہے نہ راحت
مین پس واسطے تکمیل صبر کے بلا ضرور ہوئی اور بلا اور ظلم پہونچانے کیواسطے ظالم کا ہوا ضرور ہوا اور
ظالم کا خلود فی النار اور معذب اور ملعون ابدی ہونا مسلم ہوا کہ اَلَا اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ
مُّقِيْمٍ اس صورت مین اشقیا ازلی اور ظالمین اور شیطان لعین کا معذب اور ملعون ابدی ہونا
ضروری ہوا کہ مظہر قہر کا مقہور اور مظہر رحمت کا مرحوم ہونا مسلم ہے سو ہر کرا بینی بعالم مظہرے
از نام اوست ٭ بعض مردم مظہر قہار بعضی الرحیم ٭ مظہر قہار مقہور ست آخر بالیقین ٭ مظہر رحمان بود
در رحمت حق مستقیم ٭ ہر صفت کان در تو ظاہر شد ز اسمائی صفات ٭ در میان آخر بہ پیوندی
بحکم آن حکیم ٭ متصف ذات خدا در ہر صفت باشد بسے ٭ قابض از بہر بخیل و باسط از بہر کریم ٭ قس علی
ہذا مآل مظہر ہر اسم او ٭ جنس با ہمجنس پیوندد و ہم امید و بیم ٭ من چرا گویم کہ این کن آن مکن ای ہوشمند
خود تامل کن چو داری بہرہ از رائے سلیم ٭ ہر چہ خواہی کرد آخر در میان شامل شوی ٭ میشود ہر شی باصل خویش
راجع از قدیم ٭ جنس سوی جنس خود البتہ مائل میشود ٭ اندرین ظلمی نباشد از خداوند کریم ٭ ور بدی بالعکس تا
البتہ جائے نقص بود ٭ ورنہ باشد این چنین پس نیست ایرادی ندیم ٭ یہ رفع تحیر اور تردد تو اس مضمون سے
بواقعی ہو گیا باقی رہا شرور نفس امارہ بالسوء کا کہ بحکم خدا اور باختیار خدا ہی انسان ضعیف البنیان
سے کیون مواخذہ ہے یہ بحث اور ہے بہت دراز ہے یہ مختصر اس بیان کا گنجایش پذیر نہین یہان
اس بیان کی ضرورت ہے شرح اسکی کتاب اسرار حکمت اور اسرار واحدی اور معرفۃ النفس اور
مرافعہ قضا و قدر اور مسئلہ جبر و اختیار مین بواقعی بیان کی گئی ہے فلینظر ثمہ باقی
رہے اور تحیرات مذکورہ بالا کہ عمدہ ترین شرط شہادت کی یہ ہے کہ مشرک بغیر گفتگوئے مخصوص واسطے کلمۂ شہادت

کی مقابلہ ہو دو سری یہ کہ غایت حفظ و نصرت اسلام اختتام اس شہادت کا جناب رسالت پر ملتوی ہو کر یہان ختم ہو سوا سر سانحہ کربلا مین کوئی صورت نصرت اور توہین اور ہزیمت اسلام اور اہلبیت رسالت کی ہاتھ سے نہ تھی سو حفظ و نصرت اسلام بھی نہوا تیسری یہ اختتام شہادت نبوی اگر اسی پر موقوف تھا تا ہم یہ تیسری وجہ ممکن تھا پس اگر قتل جمیع عزیزان اور فرزندان اور موالی اور انصار اور باہی محبت اور تشویش اور مسافرت اور اسیری اہل وعیال شروط لوازم شہادت سی سمجھا جاوی سبب شہادت شہید ہونی بعد ازان نبی صلی اللہ علیہ وسلم باطل ہوتی جاتی ہین کہ وہان یہ شروط اور لوازم نہین چوتھا تحیر یہ تھا کہ بلا بقدر ردا ضرور ہی یہ بھی سمجھ مین نہین آتا کہ بلا اور مصائب اور تکالیف امر آخر ہی اور دشمنون کی مقابلہ مین نصرت اعدا اور ہزیمت اور توہین اسیر بیگناہ محبوب معصوم کی اور توہین اسلام کی البتہ مائہ حیرت ہی پانچوان تحیر یہ تھا کہ یہ ہجوم بلیات محض واسطے امتحان کی تھا یہ بھی سمجھ مین نہین آتا کہ بعد تکمیل امتحان کے چاہئے تھا کہ مثل کارد ذبح اسمعیل علیہ السلام خنجر شمر لعین کند ہو جاتا اور فدیہ اور امداد غیبی پہونچتی یہ بھی نہوا چھٹا تحیر یہ تھا کہ اور سب مظالم اور مصائب تو اشقیای کربلا کی طرف سی پہونچی کہ ملعون اور معذب ابدی ہوسے بارے چشمہ آب خیمگاہ کربلا مین کسنی غائب کر دیا اسمین کیا بھید تھا ساتوان استعجاب یہ کہ اس سب بلیات اور مصائب اور مظلومیت اور شہادت اور تکمیل صبر اور رضا اور تسلیم کے اجر مین اگر تمام نعمای بہشت بہشت اور سب حور قصور حاصل ہو تحصیل حاصل ہوا کہ یہ جناب خاص ازل سے قسیم النار والجنۃ ہی سو نعمای جنان ہمارا آپ ہی بخشندہ کو نین بیک نیم نگاہ ہے بخشندہ جائی کہ بہشت را بیک جو نخرند اینجاست کہ کوہ را بکاہی بخشند فقط پس ان سب تحیرات اور ترددات اور استعجاب کا رفع ہونا ضرور ہے تا معلوم ہو کہ ایسی واقعات حیرت افزا مین اسرار آلہی کیا ہین فقط بیان اسرار

کربلا و وجہ کند نشدن خنجر شمر لعین مثل کارد ذبح اسمعیل علیہ السلام و وجہ نرسیدن فدیہ و نرسیدن امداد غیبی مثل دیگر انبیاء سابقین و غائب شدن چاہ خود بخود از خیمگاہ کربلا و صورت تکمیل شہادت و اختتام جمیع مراتب خلت و استقامت و صبر و شکر و رضا و تسلیم و مصائب اندگوش ارادت در کار ملاحظہ رود

کہ از کدام مقام سخن میرود * اکنون نفسی بہ ترحم گوش فرادار * خاموش خبردار خبردار خبردار * پاس
ادب حضرت شبیر نگہدار * زانوی ادب تہ کن و تسلیم بجا آر * دریاب کہ مقصود ازین نظم و بیان چیست
در پردہ این نکتہ چہ پیدا و نہان چیست * دریاب کہ تا چیست درین حکمت قیوم * ناکام چرا رفت ز دنیا
شہ مظلوم * بیجرم سیتی قتل شد و یک شدہ معصوم * با سینہ صد چاک و دل خستہ و مغموم * نایافتہ کام
دل خود چون دگران آہ * رفتند چرا ہر دو بحسرت ز جہان آہ * آیا نیست درین مصلحت ایزد اعلیٰ
کین جملہ قلیل ست متاع ہمہ دنیا * وین کار بود لائق بسیار جزا ہا * زین جزا الیش شدہ موقوف
بعقبیٰ * آن چیست جزا مغفرت امت عاصی * وز جرم و خطا معذرت امت عاصی * اب اس نہان
سِرّ سخن کو سمجھنا چاہیے کہ جب حاکم زبردست قوی و توانا و حلیم مدت مدید تک ضبط اور درگذر اور
اغماض کرتے کرتے یکبارگی جوش غیظ و غضب مین آتا ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ رَبِّ الْحَلِیْمِ اوسوقت کسی مقرب
اور عزیز و قریب کو مجال دم مارنے کی نہین ہوتی ہے مگر مظلوم ستم رسیدہ داد خواہ کو ایسی ہی مقام
مین زیادہ تر روے سخن اور جرات گویائی ہوتی ہے اور حاکم غضبناک کو بھی خاصۃً عین اوسی
حالت غیظ مین روے رحمت اور کمال توجہ بالطبع اوس مظلوم داد خواہ کی طرف ہوتی ہے
چنانچہ اوسی مظلوم ستم رسیدہ کا حال دیکھکر شان غفاری جوش مین آئی ہو اب اوسوقت کا
حال خیال کرنا چاہیے کہ جب ایسے مظالم اور بغاوت اور طغیان اور شقاوت اشقیاے کربلا
اور مظلومی ایسے خیر الخلائق بیگناہ معصوم محبوب المحبوب کی دیکھکر ایسے حلیم قادر توانا کو بعد اسقدر مدت
دراز کے جو یکبارگی غیظ و غضب آویگا اوسوقت کا حال تصور کیا جاوے کہ کیا ہوگا كَلَّآ اِذَا
دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا وَّجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۢ بِجَهَنَّمَ
يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى الخ اور دوزخ کا حال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قریب
ہے کہ شق ہوجاوے مارے غیظ و غضب کے تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ العظمۃ للہ الواحد القہار
ع اولوالعزم را دل بلرزد ز ہول * بشنو بشنو جلالت و عظمت کبریائی و جبروت * دمی کہ جلوہ کند
جلشانہ ابدا * در آن زمان کہ بیک نیزہ آفتاب رسد * در آن زمان کہ بہم بر زند عرض و سما * در آن زمان

که تزلزل فتد بروح و ملک * در آن زمان که در آید بلرزه عرش علی * در آن زمان که ملائک رسند صف در صف
زجانهٔ ثالث چون معنی شود پیدا * هل امتلات بدوزخ دسے که گفته شود * کند بنعره هل من مزید
حشر بپا * سقر بشهیق و زفیر مهیب بردارد * تمام عالم امکان شود ته و بالا * دهند نامه بهر یک
چو از یمین و یسار * کنند از پی وزنش ترازوی برپا * الا فماله من قوة ولا ناصر * فتد چو معنی
فتلی السمآئر مجلا * زند چو مرضعه هم شیرخواره را بزمین * شود ز تهلکه اسقاط حمل از حبلی * چو انبیا
همه از یک بدیگر اندازند * بحضرتش نه مجال سخن بود اصلا * در آن زمان که زند جوش شان قهاری
از و رسد لمن الملک هر طرف چو صدا * در آن زمان که اولوالعزم را بلرزد دل * پی شفاعت امت
نه جرأت و یارا * در آن زمان که بگویند انبیا نفسی * مگر یکے که فقط امتی بود گویا * در آن زمان بجنابش
کرا مجال سخن * بجز کسی که بود در مقام محمودا * بحکم سابق او رخصت سخن یابد * که خود منوز الا باذنه
استثنا * الخ پس ایسے وقت میں خیال کیا جاوے که باوجود حکم استثنای الا باذنه اور باوجود وعدۂ
ہرگونه شفاعت اور مغفرت کے مقام عبودیت اور خشیت میں کس طرح کسی مخصوص مقرب کو
ایسے احکم الحاکمین ذوالجلال ذوالکبریائی والجبروت کے سامنے ایسے وقت کمال غیظ و غضب میں
جرأت سخن ہو سکتی ہے سه آن وقت کجا تاب سخن نوع بشر را * جز آنکه دہد در رہ او لخت جگر را *
آن را که چنین حق شده ثابت بر یزدان * آنکس که فدا شد بره حق بدل و جان * آنکس همه تن غرق بخون
با دل بریان * پیراهن پرخون بکف والدهٔ آن * خواهد چو باین شکل بمحشر ز خدا داد * باید بیقین سبط
پیمبر ز خدا داد * آن داد چه خواهد عوض اینهمه خدمت * از حضرت حق مغفرت جمله امت * بار انگنده
سوی زمین روی ندامت * او را ز کرم دست دعا بهر شفاعت * هر یک ز بر خویش برانند بجهان وقت
او امت من گفته بخواند بجهان وقت * پس اب سمجھنا چاہیے کہ اشرار ظالمین کربلا کو روز ازل سے
کاتب قضا ملعون اور معذب ابدی خلود فی النار لکھ چکا ہو جسکا بیان آیات منصوصہ سے بشرح و بسط
تمام مذکور ہو چکا اس صورت میں ایسے اشرار معذب ابدی کیواسطے فریاد اور استغاثہ کی اونسے ورجات
لگ سکتی ہگر یہ کہ اس سانحہ عظیم سے جرأت سخن کی الفت ایسے مظلوم ستم رسیدہ کو ایسے وقت میں

بخوبی تمام ہوسکتی ہے اور کسی نبی کو ایسے ہنگام غیظ و غضب میں مجال سخن کب ہوسکتی ہے ع اولو العزم را
دل بلرزد ز ہول ۔ کیونکہ وہ سب اپنے داد دنیا میں پاچکے اور یہاں باقی ہے ع ترسم ازین گناہ شفیعان روز
حشر ۔ دارند شرم گر گنہ خلق دم زنند ۔ اور حضرت خاتون قیامت کا بسواری ناقہ میدان محشر میں آنا اور
ملائک کا طَرِّقُوْا کہنا اور سب اہل عرصات کا بپاس ادب اپنے پردہ داری کے آنکھ نیچی کرنا جو احادیث صحیحہ معتبرہ سے بالاتفاق
ثابت اور مسلم ہے نہ یہ کہ محض اس دادخواہی کے واسطے اس جاہ و حشم سے ایسے مقام پر ایسی حال میں تشریف لاوینگی
یہ دادخواہی اور تعذیب ایسے اشقیا کی کب اس روز پر اوٹھہ رہی کہ نوبت استغاثہ اور دادخواہی کی بھی پہونچنے
پا دی بلکہ خود منتقم حقیقی قاضی محشر سب اشرار کربلا کو بحکم یُعَذَّبُوْنَ بِاَصْنَافِ الْعَذَابِ طرح طرح کی عذابات میں
پیشتر ہی مبتلا کر کے واسطے مزید شدت عذاب روحانی کی سب ذلتیں اور رسوائیاں اور عذابات اونکی سب
اہل عرصات کو عموماً اور جناب حضرت خاتون قیامت اور سب شہدائے کربلا کو اور سب مومنین محبان
اور ماتمیان حسین علیہ السلام کو خصوصاً دکھاویگا کہ یہ خوشی مومنین کی امتحان ثانی اور لذت روحانی ہوگی جیسا
دنیا میں رونے سے امتحان محبت اہل بیت کا تھا اور اسیکے مقابلہ میں اشرار کربلا کا صدمہ عذاب
روحانی تصور کیا جاوے کہ سب عذاب جسمانی پر غالب ہوگا خصوصاً جب مرتبہ شفاعت عام کا اور اپنی محرومی
اپنی آنکھوں دیکھینگے اَتَرْجُوْ اُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَیْنًا شَفَاعَةَ جَدِّہٖ یَوْمَ الْحِسَابِ خود ظاہر ہے کہ اونکے
دلوں پر کیا گذریگا یہ آتش حسرت روحانی سب آتش دوزخ جسمانی پر ہزار مرتبہ شدیدتر اور تیز تر ہوگی۔
نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَةِ اسکے مقابلہ میں سب مومنین محبان اہلبیت اور
ماتمیان حسین علیہ السلام اپنے دلوں کو دیکھیں اور غور کریں کہ اس لذت روحانی کے مقابلہ میں کوئی لذات جسمانی
اور شہوانی بہشت کی خیال میں آتی ہیں چنانچہ یہ دکھانا عذاب اشرار کربلا کا سب مومنین کو آیہ مذکورہ بالا سے
بتصریح تمام ثابت اور منصوص ہے کما قال عز و جل وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ
اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ
وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الخ ترجمہ اسکا اوپر مذکور و
مرقوم ہے لفظ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے سوائے محبان اور ماتمیان حسین علیہ السلام کے کون مراد ہوسکتا ہے

کہ اشک ریزی ماتم حسین مین عین دلیل اور امتحان محبت ہی اور یہی محبت اہلبیت آخر کار محبت الٰہی تک منتہی ہوکر عین ایمان ہی کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ جیساکہ بشیتر بشرح وبسط تمام مذکور ہوچکا ہے اسصورت مین یہ جو متعارف اکثر شیعون مین بیان ہی درست ہوسکتا ہی کہ امت کے بخشوانے کیواسطے اپنا سر دیا یعنی بسبب اس معرکۂ خاص کربلا کے اودہر اوس شافع محشر مظلوم وادخواہ کو اوس جوش غیظ و غضب الٰہی مین جرأت سخن کی زیادہ تر ہوئی اور ادہر گریہ وبکا ماتمیونکا پایۂ امتحان اور محبت اہلبیت اور قوت ایمان ہوکر پایۂ مغفرت اور اجر اخروی ہوا پس درحقیقت یہی سانحہ خاص کربلا کا اسکا سبب واقع ہوا جیساکہ مرثیۂ مذکور مین مذکور ہوچکا ہے کہ ع این محض پے مغفرت ما تنہا نیست الخ فافہم وتدبر پس جو شخص کہ آج مصائب اہلبیت پر گریان ہی اوسکا اوس روز خندان ہونا مسلم ہی جیساکہ آج آنسو نکالنا بتصنع اور بارادہ بدون جوش آتش محبت ممکن نہین ویساکل کے روز کہ ع اولوا العزم را دل بلرزد زہول ہنسنا بتصنع باختیار خود ممکن نہوگا مگر بتقاضای جوش محبت اہلبیت وہ تعذیب اور رسوائی اشرار ظالمین کربلا دیکھکر بے اختیار محبان اہلبیت ہنس پڑینگے کَمَا نَصَّ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ اور اسی کے مقابلہ مین یہ ہنسی مومنین کی دیکھکر حسد عذاب آتش روحانی جو کچھ کہ کافرون پر گذریگا خود ظاہر ہی جیساکہ پیشتر مذکور ہوچکا ہی سعفریاد از انزمان کہ جوانان اہلبیت ماتم کنان بعرصۂ محشر قدم زنند اور جو بسبب کشتہ ہونے خنجر شمر لعین مثل کاروذبح اسمٰعیل علیہ السلام اور نہ پہونچنے فدیہ اور نہ پہونچنے امداد غیبی کے مثل انبیاء سابقین باہمہ استحاثات سخت مایۂ حیرت واستعجاب عالمیان ہی اسکو بھی اسکے ہونے خاطر سمجھ لینا چاہیئے جسکے سبب انبیاء سابقین کیواسطے فقط امتحان تھا اور یہان اختتام اور تکمیل تام وہان اگر کارروذبح تمام ہوجاتی اور فدیہ نہ پہونچتا تو سب مرتبہ کمال صبر اور رضا اور تسلیم اور خلت اور شہادت کا وہین ختم ہوجاتا یہان کیواسطے کیا باقی رہتا وہان تو اجر دنیا مین مل چکا یہ مرتبہ شفاعت کبری کا دنیا مین کہان تھا یہ نکتہ صریح ملاحظہ نہین ہوتا کہ لفظ فَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ اللہ کیطرف سے بشہر کربلا ہی و شہر برکت صادق آسکتی ہے کہ اللہ تعالی شانہٗ یا کبشہ نہ فرمایا ذبح عظیم فدیہ

خاص خدا اس روز کے واسطے اوٹھہ رہا تھا کہ واقع پھر یہان فدیہ بھیڑ بکری کا کیون آنے لگا کیونکہ جو
فدیہ مطلوب خدا تھا اور وہان فقط امتحان تھا یہ نکتہ اندک غور و خیال سے نہین پایا جاتا ہے کہ انکے [illegible]
نوسے پچاس زخم جسم مبارک پر پہونچے تھے اوسوقت تک روح مقدس نرم فرج خنجر کی منتظر تھی کہ
بدون ذبح روح مبارک نے جسم اقدس سے مفارقت نکی یہ اسحاق خنجر تیز تھا ذبح اسمعیل کیونکر
کند ہونے لگا کہ وہان فقط امتحان تھا اور یہان اختتام وہ فدیہ مطالب اور یہ فدیہ از ابتدا نے
بدرخواست خود مطلوب اور مقبول اور محبوب سبحانہ تعالیٰ تھا [illegible] اگر فقط
محض شہادت صرف پر اکتفا ہوتی اسقدر زخمہای کاری واسطے شہادت کے کیا کم تھے کہ نوبت ذبح خنجر
کی پہونچی اسی نکتہ سے سمجھنا چاہئے کہ مفہوم ذبح عظیم بمفاد وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ کس طرح صادق
آتا ہے اگر زخمہای سابق سے وفات ہوتی فقط اطلاق شہادت ہوسکتا تھا مفہوم ذبح عظیم کا صادق
نہ آتا فافہم وتدبر دفع شبہہ و تحیر دیگر اور وہ جو عمدہ ترین شرط شہادت مین شبہہ تھا کہ کافر غیر
کلمہ گو کے ہاتھہ سے قتل ہونا اور محض واسطے کلمہ شہادت کے بلا غرض نفسانی جنگ واقع ہونا شرط شہادت
ہے اسقدر ہجوم مصائب اور شدائد اور تکالیف شاقہ کہ چشمہ آب بھی خود بخود غائب ہوگیا کچھ لوازم
شہادت سے نہ تھا اور اسقدر توہین اور اسیری اہلبیت رسالت اور شکست فاش لشکر اسلام اور
منصوری اور کامیابی اعدا بھی لوازم شہادت سے نہ تھی جیسا کہ مقام تحیر مین اوپر مذکور ہو چکا ہے اب
اس سر نازک اور نکتہ باریک کو سمجھنا چاہئے کہ اسی نکتہ خاص سے بتوفیق تمام ثابت ہوتا ہے
کہ مفہوم فَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ سے بے شبہہ یہی فدیہ اور ذبیحہ مقبول خدا مراد ہے اس ذبح عظیم کا مرتبہ
شہادت سے کہین بالاتر اور عظیم تر ہے گو شہادت بھی اسکے ضمن مین خود حاصل ہے اس مرتبہ عظیم ذبیح اللہ
کے مقابلہ مین شہادت دون مرتبہ ہے اور آسان تر ہے کہ شہادت مستلزم اسقدر اجتماع جمیع آفات
اور مصائب کی نہین کہ چشمہ آب بھی خود بخود گم ہوگیا یہ بات اور ہے مقام اور ہے نہ محض شہادت
کہ علی العموم ہر شخص کو حاصل ہوسکتی ہے جب کسی مشرک بت پرست نے زبردستی کلمہ شہادت
کھلایا جاوے اور وہ نہ کہے اوس سے لڑے شرط شہادت ادا ہو جاتی ہے کہ اس طرح

دفع شبہہ و تحیر دیگر

ہزارون بلکہ لاکھون آدمی مثل ہمراہیان سالار مسعود غازی شہید ہوتے چلے آتے ہین کہان یہ شہادت
صرف کہان وہ ذبح عظیم پس نکتہ باریک اسمین یہ ملاحظہ کرنا چاہیے کہ یہ ذبیحہ راہ خدا اس راہ
سے کامل ترٹھہرا کہ باہمہ ظلم وضلالت اشقیاے کربلا کلمہ گو کے ہاتھہ سے ذبح ہوکر وفات پائی اور جبتک زخم
خنجر کلمہ گو نہ پہونچا باہزار و نہصد و پنجاہ زخم روح اقدس نے مفارقت نہ کی اور ذبیحہ بدون کلمہ گو درست
نہین بخلاف شہید فی اللہ کا فر غیر کلمہ گو کے ہاتھ سے قتل ہونا شرط ہے فافہم وتدبر ع ببین تفاوت رہ
از کجاست تا بکجا پس یہ صورت تکمیل ذبح عظیم کی ٹھہری کہ مرتبہ شہادت پر بھی غالب ہے شہادت عام
ہے اور یہ خاص اب اسکے ضمن مین صورت شہادت کی مشاہدہ کرنا چاہیے تاکوئی مرتبہ فضلیت کا اوسمین بھی شہید
کی شان عظیم ہے کہ اوسکا قاتل جہنمی خلود فی النار ہو یہ بات یہان بخوبی تمام حاصل و منصوص ہے چنانچہ
اشرار کربلا کی جانب نسبت کفر کی اللہ تعالی بھی فرماتا ہے کہ کَیۡفَ یَہۡدِی اللّٰہُ قَوۡمًا کَفَرُوۡا بَعۡدَ اِیۡمَانِہِمۡ وَ
شَہِدُوۡۤا اَنَّ الرَّسُوۡلَ حَقٌّ الخ پھر اسکے بعد بمقام عدم قبول توبہ مکرر فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بَعۡدَ
اِیۡمَانِہِمۡ ثُمَّ ازۡدَادُوۡا کُفۡرًا لَّنۡ تُقۡبَلَ تَوۡبَتُہُمۡ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الضَّآلُّوۡنَ خود ظاہر ہے کہ مصداق مضامین
ان آیات کے اشرار کربلا پر اسقدر صادق اور مطابق واقعی ہین جیسا کہ مذکور ہو چکا اس راہ سے
بلفظ کفر بھی اللہ تعالے نے انکا ذکر فرمایا گو زبان سے کلمہ بھی کہتے تھے اور نماز
بھی پڑھتے ہون کہ شَہِدُوۡۤا اَنَّ الرَّسُوۡلَ حَقٌّ الخ خود اللہ تعالے فرماتا ہے اور پھر
بلفظ کفر مکرر ارشاد فرمایا اور بظاہر کلمہ گو زبانی ہونا واسطے ذبیحہ کے کافی ہے کہ سب قصاب
ذابح البقر کا یہی حال ہے فقط زبانی کلمہ کہنا وہ بھی بالفاظ غلط جانتے ہین کبھی نماز روزے سے
خبر نہین اونکے مقابلہ مین یہان بظاہر نماز روزے کی صورت تھی پس بنظر کلمہ گوئی زبانی کے
تو ذبیحہ درست ٹھہرا و علیہ الفتوے اور بنظر نسبت کفر اور خلود فی النار منصوصہ کے
شرط شہادت کی بھی بخوبی ادا ہوئی اب صورت فضیلت اور تخصیص
اس شہادت خاص کی نسبت شہدائے غزوات نبی پر ملاحظہ کرنا چاہیے
ظاہر ہے کہ شہدائے غزوات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت یہ تھی کہ خود غلبہ اور زیادتی اون

بیان ذبیحہ شہادت ذبح

بیان صورت فضیلت شہادت شہدائے کربلا بر شہدائے غزوات نبی صلی اللہ علیہ وسلم

خروج کرکے کافرون پر چڑہ جانا اور بجبر و زبردستی مار مار کر ایمان قبول کروانا اور درصورت انکار اونکو
قتل کرنا اور اونکے مال و متاع کو غنیمت اور اہل و عیال اور اطفال کو لونڈی غلام اور عورتونکو
بے نکاح حلال طیب سمجھنا اس حالت زد و خورد مین اگر کوئی مسلمان کفار کے ہاتھ سے مارا جاوے
وہ شہید برحق اور اگر مسلمان قتل کرے وہ غازی ہو فقط مگر چونکہ بحکم فاقتلوہم حیث ثقفتموہم
بے عداوت نفسانی محض بحکم خدا براہ خدا واسطے کلمہ شہادت کی تھا اس سبب سے داخل شہادت اور جہاد اور
عبادت اور رمائیہ اجر عظیم ہوا والا بادی النظر مین خود ظاہر ہے کہ کوئی ظلم صریح اور زیادتی اور بدعت
اور مردم آزاری اس سے زیادہ نہین ہوتی کہ نصاریٰ ابتک اعتراض کرتے ہین اور ایسے ایمان
جبری کو معتبر نہین سمجھتے چنانچہ اسکا جواب اسرار النبوت مین بلطف تمام معقول اور موجہ
خامۂ مولف سے برآمد ہوا ہے فلینظر ثمہ پس یہ شان اور ماہیت اوس شہادت کی ہے کہ بادی النظر
مین بصورت ظالمانہ ہے بخلاف اس شہادت معرکۂ کربلا کی بالعکس اوسکی مظلومانہ ہے کس طرح کا غلبہ اور ظلم
اور زیادتی ناحق اور غدر نا شنوی جانب اشقیای کربلا اور مظلومی اور بیکسی اور حقیت اس طرف کی
صریح ظاہر ہے پس جس صورتمین اوس صورت ظالمانہ مین اسقدر مرتبہ شہادت کا تحقق اور
منصوص ہے فکیف کہ یہ صورت مظلومانہ باین بیکسی غربت و کربت باہمہ حقیت باہمہ عزیزان اور
فرزندان اور موالی اور انصار بلا حظہ ہو کہ کسقدر اوس شہادت ظالمانہ پر بھی ترجیح رکھتا ہے
کہ خود اللہ تعالی اس شہادت خاص کی تعریف اور خبر بتصریح بیان جمیع مصائب واقعات کربلا
فرماتا ہے جیسا کہ بالا مذکور ہو چکا ہے لَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ الی
اخر الآیات المذکورات اور اسکا اجر اور مرتبہ اور تخصیص اور ترجیح بھی آیات مذکورہ بالا مین مذکور ہے کہ شہادت
کبری ساتھ صبر و شکر اور رضا اور تسلیم اور مصائب اور مظلومیت کی جمع ہے یہ جمعیت تامہ شہداے
عام غزوات نبی کے ساتھ کب تھی اس راہ سے مرتبہ سید الشہدا کا خاص اسی جناب خاص کے
واسطے تخصیص پایا ع این صبر و این بلا بہمہ شد ختم بر حسین ٭ جزوی نصیب کس نشد این رتبہ
زینہار ہے اور اسکا اجر بھی سواے جمیع نعماے بہشت کے شفاعت کبراے اور مقام

محو ہو اور متفق صدق ہی جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہی بھلا یہ اجر دنیا مین کس طرح ہو سکتا تہا فافہم و تدبر
اب باقی رہا یہ کہ شہید اور ذبیح ہونا راہ خدا مین مستلزم اسقدر بلیات اور آفات اور شدائد اور شکست فاش
لشکر اسلام اور منصوری اعدا اور اسیری اہلبیت کا نہ تھا بارے اسمین کیا حکمت اور مصلحت
اور اسرار الٰہی تھا اور چشمۂ آب کیون از خود غائب ہو گیا اور امداد غیبی مثل انبیای سابق کیون نہ ہو کچھ
یا اور طرح سی حفظ مثل رفع عیسیٰ علیہ السلام علی السماء کیون نہ واقع ہوا سے پسندیدہ پرسیدی ای ہمنشین
جوابت بگویم گر آید پسند ای عزیز سیاق کلام الٰہی سی اس اسرار اور نکات باریک کو سمجھنا چاہیے کہ
انسان کا فکر اور ادراک اس عجائب قدرت الٰہی مین قاصر ہی لا علم لنا الا ما علمتنا اسیواسطی
بیشتر سب اخبار آیات کلام اللہ ابتدای حال سی آخر تک تصریح اور تطبیق تمام بیان کر دی چونکہ اوس
حکیم علی الاطلاق نی جمیع مراتب اور مقامات اور تمام شرائف اور فضائل کبری ایسی خاص اپنی بیشک
ختم کر کے ختم الانبیا پیدا کیا اور اوس ختم الانبیا کا جان اور روح اور جزو بدن اور لخت جگر کا لخت جگر
جو کچھ کہو ہی ذات خاص خاتم پنجتن ہی سے چون خاتمہ پنجتن پاک حسین ہست ٭ جزو بدن صاحب لولاک حسین است
در مرتبہ بالا تر از ادراک حسین است ٭ زان مور دہر گردش افلاک حسین است ٭ از نوع بشر رتبہ آن
یسکہ فزونست ٭ آفات ہم از بہر وی از حصر برونست ٭ منظور الٰہی یہ تھا کہ سب مراتب اور شرائف
اور فضائل اولین اور آخرین اسی ذات خاص ختم المرسلین پر تکمیل اور ختم ہو وین پس ان سب مراتب
عظم مین مرتبہ شکر اور صبر اور رضا اور تسلیم کا اعظم تر ہے اسکا اختتام اور تکمیل
بدون ہر گونہ مصائب اور بلیات محال تھا کہ صبر بلا پر ہوتا ہے اور شکر بھی حالت
صبر مین معتبر ہے اسواسطے حکیم علی الاطلاق نے جو جو مصائب اور تکالیف اور بلیات
مناسب جانے بیشتر ذات خاص اوس ختم رسالت پر ختم فرمائی کہ طوامیر و دفاتر
اوس سے بہرے پڑے مین سے ٭ در مکہ چہا دید در ایام جہالت ٭ رنج و ستم و ظلم ز ارباب
ضلالت ٭ ہر گہ کہ بہ تنگ آمدہ از فرط ملالت ٭ واثق شدہ ہجرت بدل
ختم رسالت ٭ از مکہ روان شد بسوی شہر مدینہ ٭ حاصل شدہ این عز و شرف بہر مدینہ ٭ اسصورتین کہ ہر گونہ

مصائب اور آلام بھی اوسی ذات خاص پر تکمیل پانا ضرور ہوا اور بعض مصائب خاص ایسی تھی کہ اوسکا اختتام اوسی ذات خاص ختم رسالت پر ہونا باعث ضعف اسلام نہین بلکہ فقدان اسلام تھا وہ سب اس جزو بدن لخت جگر خاتم پنجتن پر کربلا مین اوٹھہ رہی کما وقع اب ملاحظ کیا جاوی کہ حوادث و واقعات کربلا جو بعد قوت اسلام کربلا مین واقع ہوئی اگر اوس ایام اوائل اسلام مین کہ ہنوز اسلام نے قوت نہین پکڑی تھی اوس ذات خاص ختم رسالت پر واقع ہوتی کب اسلام کا نام عالم مین باقی رہتا اسقدر ضعف اور توہین اسلام تو فقط واقعات کربلا سی ہوئی کہ ابتک مایہ حیرت عالمیان ہی اس صورت مین ملاحظ کیا جاوے کہ سوای اون اخبار اور الہامات غیبی کے جو بواسطہ ورید او واسطہ جبریل علیہ السلام متواتر منقول ہین کلام اللہ مین کس ترغیب اور تفہیم اور ترتیب سے اللہ تعالی ہر مصیبت کی شرح بتدریج نام بنام بیان فرماتا ہی پہلے صبر اور شکر کی تعریف اور ترغیب پھر بیان مرتبہ شہادت پھر بعد اسکے بتدریج ہر بلا کی تخصیص نام بنام بتفہیم تمام وارد ہی تا تحمل اوسکا شاق نگذری پھر بیان اجر صبر کا اوس غایت تک کہ اُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ جیسا کہ شرح و بیان اسکا ہو چکا ہی پس بلائین تو آگے سی بعید اجر او جزا کی بدی تھین اور واسطے تکمیل مراتب صبر و شکر اور رضا و تسلیم کے اون سب کا اختتام یہین ضرور ہوا پھر کس طرح امداد غیبی مثل انبیای سابقین یہان پہونچتی کہ وہان فقط امتحان تھا اور اسی دنیا مین اجر بھی ممکن تھا کما وقع اور یہان تکمیل اور اختتام اور اجر اسکا مثل مقام محمود و شفاعت کبرای اور مقعد صدق دنیا مین کب متصور تھا ؎

اینست درین مصلحت ایزد علی ٭ کاین جملہ قلیل ست متاع ہمہ دنیا ٭ وین کار بود لایق بسیار جزا ہا ٭ زین وجہ جز آتش شدہ موقوف بعقبیٰ ٭ آن چیست جز مغفرت اُمت عاصی ٭ در جرم و خطا مغفرت امت عاصی ٭ اور خود ظاہر ہی کہ مثل انبیای سابق یہان امداد غیبی کی طلب اور دعا کب تھی کہ مقام محبت الٰہی مین تمنای مرگ اور جان سپاری عین فتح اور ظفر ہی کہ سر بسر راہ تو فدا شد چہ بجا شد ٭ این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد ٭ فرد جان بجانان دہ وگرنہ از تو بستاند اجل ٭ خود تو منصف باش ای دل این نکو یا آن نکو ٭ چہ جا کہ موت شہادت کہ حیات ابدی منصوص ہی کہ خود متواتر فرماتا ہی کہ لا تقولوا لمن یقتل

فِی سَبِیلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ الخ اور خود ظاہر ہے کہ واسطے ارباب محبت کے زندگی دنیا مانع وصل اور حجاب ہے پس مقام محبت مین یہ حجاب حیات عارضی کب گوارا ہی کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ اَوْلِیَاءُ لِلّٰہِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ جب بیان جان سپاری منتہای فتح وظفر ہے پھر امداد غیبی کی کب تمنا تھی کہ بمفاد فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ دربدل امداد غیبی موت کی تمنا اور جان دینی مین سبقت تھی فضلاً علیہ کہ موت شہادت منصوصہ اور اگر مثل حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع علی السماء واقع ہوتا تو فتور اور متصور تھا مثل حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کے اہل عالم بہ الوہیت پرستش کرنے لگتے جیسا اللہ تعالیٰ خطاب پر عتاب فرماتا ہی وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ علاوہ ایک ایک لڑکا اس خاندان کا شیر میدان وغا حیدر ابن حیدر تھا کربلا میں غلبہ اعدا اور جہدم شہادت بالقصد جیسا کہ ایک ایک جوان اہلبیت نے داد شجاعت معرکہ کربلا مین دی خود معلوم اور معروف ہے چنانچہ ایک حضرت امام قاسم علیہ السلام کا حال ظاہر ہی کہ ازرق شامی کے چارون بیٹونکو کسطرح قتل کر کے آخر کو اوس ملعون کو قتل کیا اور یہ ازرق شامی وہ تھا جو تنہا ہزار جوان مبارز سے مقابلہ کرتا اور غالب آتا تھا اور بدون ہزار جوان مقابل کے صف جنگ مین آنا ننگ جانتا تھا جیسا کہ بطرز بیان شاعرانہ مرثیہ گو مرثیہ جامع مین بیان کیا گیا ہے اصل مدعا یعنی قتل کرنا ازرق شامی کو مع چارون پسر ان واقعی ہی گو طرز بیان شاعرانہ بطور مرثیہ گویان متعارف ہی و منہا ۵

اب حال ان حضرت قاسم سنو ذرا	بازو پہ اوسکی لکھکی حسن نے جو باندھا تھا	قاسم نے حسب وصیت وہ پڑھا	مضمون تھا اوسمین حضرت شبر نے تھا لکھا
	ہر گہ او فتد بہ بلا شاہ کربلا	تا زیست آمدن نہ ہی سر شن بلا	
شبیر نے بھی حسب وصیت عمل کیا	قاسم کا عقد فاطمہ کبری سے کر دیا	نوشہ عروس جا کہ محلین گئے ذرا	اہل حرم مبارز کی سنی جاتی تھی صدا
	باز وجہ گفت قاسم نوشاہ الوداع	بر حشر ماند وصل تو ای ماہ الوداع	
بولی عروس کونی نشانی تو دو دی	جبت آستین عروس شہا نیکی پھاڑ کر	فرمایا یہ نشانی مجہی آستین پھٹی	اور تیری پاس وہ بھی ہی اسی آستین کی
	پیش من تو ہر دو نشانی چنین است	در روز حشر وجہ تعارف ہمین بس است	

بعد اسکے باندھی سینہ جو نوشاہ نے کمر
دولہن بچاری کہی جو سر سے دیکھکر
زین با بپیچ حال بکسی شد چسان
اتنا تو بولی شرم سے پھر دیکھتہ کیطرف
خود فلک گریان شد اے شہ باشد چہ ازان
پھر دیکھتی ہی گر پڑی وہ تھام کر جگر

القصہ جا کے رن میں مبارز طلب کیا
جوڑا شہانہ دیکھکے سب نے عجب کیا
دست کسی نخ است چہ بر نوشہ آن زمان
بولا عدو امام نے یہ کیا غضب کیا
شمر لعین ازرق شامی بگفت آن
شب کے بیاہے دولہا کو کیوں بھیج اب دیا

ازرق سے جھکو ننگ ہے لڑا کہا عدو سے
لڑکے سے لڑنیکو ہی غضب سمجھے
پس ابن سعد نام پسر شرا چو حکم داد
ہیں چار میرے بیٹے جو اکیلا لڑوں کہ یہ
در رزم او مقابل نوشاہ بیستاد
لڑکے ہیں میرے اس سے سزاوار جنگ کے

قاسم سے آکے اپنا تو کر وار اک بار
ہم ہاشمی ہیں کرتے نہیں پہلے اپنا وار
نیزہ زدن بسینہ برداشتن ہمان
جب وار اپنا کر چکا ملعون نابکار
از نیزہ لاشن سر ازرق دن ...
قاسم نے دیکھا خالی کیا وار شیر وار

کہا طیش میں بیٹا دوسرا ازرق کا ناگہاں
بھائی کا انتقام لینے کی خاطر ہوا رواں
نوشاہ آمدہ بغضب بسر زمین
آئی ہی شیر پہ ٹوٹ پڑا جب وہ نوجواں
از پشت زین نگون شد و نزد بر زمین
قاسم کے لب پہ چھوٹی نہ رکی جیب بیان

گھوڑا ازرق کا بندھا ہوا تھا جو چھوٹ کر
قاسم کے آئے سوار ہو گا اوسکی گھوڑے کو
آمد بجوش قاسم نوشاہ ناگہان
تھا تیسرا ازرق شامی کا یک پسر
از ننگ در گذشت بزد تیغ ناگہان
اوسنے کیا مقابلہ قاسم کا بے خطر

یہ حال دیکھ کے آگیا غش چوتھے بیٹے کو
ازرق سے بولا بابا اگر مجھ نے نہ بھیجو
فی الفور سر برید و گرفتہ آن شریر
لیتا ہوں لا تینوں برادر کا بدلہ تو
بر زد گروہی ازرق شامی گفت گیر
آتی ہی اوسکا حضرت قاسم نے دو ...

کچھ غیرت سپاہگری کچھ غم پسر
جھنکار طیش کہا کہ وہ خود آیا جنگ کا
باہم قرار یافت پس از گفتگو چنین
یا ننگ سے نہ جنگ کے آتا تھا بے خبر
تقدیم حربہ تا کند ازرق لعین
یا اب بچا جان کا مشکل پڑا اگر

گرز و سنان و تیغ و تبر خنجر و خدنگ
سب ذکر کر کے ازرق شامی جو وہ آنگ
آن حرب خدعہ کہ حدیث پیمبر است
قاسم پکارا گھوڑے کا ڈھیلا ہے تنگ
بروی عمل نمود مگر آن خدا پرست
پھر دیکھتی ہی مار لیا اوسکو بیدرنگ

صید حقیر پہ ہوئی جب کہ اکتفا
آگر غضب میں تیغ کو پھر تا ہیں کیا
برہنگ نوشہ صل علی گفت ماسوا
مانند شیر شرزہ ... ہیجا ...
آمد بلرزہ تا گاو زمین ماہی فلک
فوج عدو میں یک تہ و بالا سا پڑ گیا

تیغ عدو شکار سے پایا نہ جب مفر
... ہیں کی کشتی پر کفار ...
قاسم کو چشم آگیا ... حال
ہتیار پھینکنا ہم شہادت دیا مگر

لاشہ تو لائے شاہ مگر سہل یہ نہ تھا

ہر گہ کہ گشت قاسم نوشاہ شہید
شاہ آمد سر از دل و درد و غم کشید

دیکھو تو شہ نے کیسا بڑا کام یہ کیا
لاشہ نے جبکہ لاشہ کو خیمہ میں رکھ دیا

میخواست شہ وجہا کہ کند نوحہ زار زار
میگفت شرم پاس حیا را نگاہدار

مت پوچھو حال اہل حرم کا کہ کیا ہوا

الغرض کہ بعد عذر طرز بیان شاعرانہ اور اختلافات روایات کے ازرق شامی کا مع ہر چہار پسر حضرت امام قاسم علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہونا بالاتفاق ہے باقی نوع کان اور ازرق شامی کا تمام شجاعان عرب میں ہزار جوانکا مقابل ہونا بھی بالاتفاق ہے یہ ادنی کارنامہ ایک طفل جنگ نادیدہ اہلبیت کا ہے علی ہذالحال معرکہ آرائی حضرت علی اکبر علیہ السلام کا مرثیہ جامع میں لکھا ہے

عباس کے امر کی نہیں کچھ پتہ تھا

اب حال جرأت علی اکبر سنو ذرا
دیتے تو دی نبرد کی تو نے بھی رضا

پر ماں ہی کا تو دل تھا کلیجہ دہل گیا

بہر وغا نہ اکبر دلگیر شد روان
جان از تن مبارک شبیر شد روان

اکبر علی نے جبکہ مبارز طلب کیا

فوج عدو میں ایک تلاطم سا پڑ گیا
بالاتفاق بولے عدو وا مصیبتا

ہمشکل مصطفےٰ سے کوئی لڑ سکیگا کیا

یارب کراست تاب ستیزہ بہ شیر او
شمشیر شکست کشیدن بہ پیش او

دیکھا جو ایک ایک کرے اس سے کارزار

ازرق کیطرح ہو گئے فی النار یکبار
صدہ برائی تھی جو نہ اک اک کو تھا

یکبار وہ سگی گرد ہوئے آ گئے ہزار

افواج تیرہ دار بگردش زیاد بود
اکبر چو شیر بہ نیستان ستادہ بود

آئی تھی گرد پیش سے کفار فوج فوج

اکبر کا تھا ستارہ ہیبت باوج
وہ مارتا تھا بحر شجاعت میں تھا موج

ضربت سے فرد فرد کو کرتا تھا زوج زوج

در میمنہ و میسرہ میکرد کارزار
گاہ سوی میمنہ گہی جانب یسار

جوں جنگ پا می فوج کی اکبر تھا مارتا

دیکھا جو سو لہو کی اور سپہ چھٹنا
وہ روز یوم نفخ فی الصور ہو گیا

معدوم سبکو صفحۂ ہستی سے کر دیا

ناگاہ داد ہاتف غیبی ندا کہ بس
زعدہ نبود باتو چنین ضبط کن نفس

سنتے ہی بانگ روک پکارا امام کو

بولا قضا یہ کہتی ہے تھام اب لگام کو
اب حکم شہ کا ہوتا ہے کیا اس غلام کو

اکبر نے کر چکا تھا تمام اس کلام کو

ناگہ بشکل نیزہ مجسم شدہ قضا
از سینہ اش گذشت معاً وا مصیبتا

الحکایت کہ یہ محض شاعرانہ نہیں درحقیقت کارنامہ شجاعت ہر جوان اہلبیت کا اور یہ بحکم قضا مرتبہ شہادت پر نظر کر کے بقصد ہتیار پھینک کر شہید ہو جانا بالاتفاق ہے یہاں مقام محبت و رضا و تسلیم میں جان بچانا اور قتل کفار اور شجاعت نمائی منظور نہ تھی بلکہ بالقصد شہید ہونا اور جان فدا کرنا پیش نظر تھا انکا تو بڑا مرتبہ تھا جو کوئی غیر فوج عدو سے مثل حضرت حر کے

بحکم ہدایت ازلی شریک ہوگیا اوسکا بھی مرتبہ شجاعت اور شہادت کا ایسا ہی لکھا ہے جیسا کہ جنگ میں حق ابن جنت کو اپنا محو انتظار اور مشتاق دیکھکر بقصد شہید ہوتے تھے چنانچہ حضرت حر علیہ السلام کا حال مرثیہ جامع میں یون مذکور ہے بیت

بھائی غلام ہیں یہ حر کرکے گفتگو
کہ جنگ کا ارادہ گیا شہ کے دو برو
شہ گفت نیست ہمارا ندارم چنین روا
بھائی ہی سی کہو انکا یہ تحفہ
کہ سپہر جنگ کرو نت ار انہم
پہلے نثار ... کرو جو

ہر چند شہ نے منع کیا حر کو چند بار
قدم نہ پیچ کرکے تہ سی کہتا تہا بار بار
باشد ز بسکہ خاطر ہر بیمار عزیز
تسکین ہر غلام کی ہو گئی ہزار بار
مایوس کن ہیچ میں بیمار شتاب
بیتاب سر کو شہ کے قدم پہ دہر دیا

آخر بہ شرط صف ہیجا میں حر گیا
ہل من مبارز کہا میدان میں اونسی جا
میدان جنگ زلزلت الارض گشتہ بود
آیا جو سامنے اوسی فی النار کر دیا
جان اونی بحملہ عدو فی گشتہ بود
خیال الامان ہاں شعور تہی سچ سہا

دریا میں حر نے تنہ کیا اور جگہ بہ رو دیا
آتی تہی ہر طرف سی صدا الامان امان
سیکشت آنچنان ستوار بہ تیغ کین
بازار گرم تہا ملک الموت کا دیان
یک تا زمین نہ فت کہ آمد بگریبان
مہلت نہ تہی ملک کو یہ قبض جان

میدان کا زار کیا حر نے لالہ زار
بہائی غلام ہی یہ کہتا تہا بار بار
اول کسیکہ اسپ بمیدان بتاختہ
یہ وقت کارزار ہے میں سر دہار
حر بود آن کہ نقد دل و تیغ باختہ
سب مر جان جان مجہی کرو نگونسار

حر کی جو آسمان کی طرف اوٹھ گئی نظر
خواہان ہوا وفا کا کچہ رتبہ ملک کے
حر این سخن ہنوز نکرد از زبان ادا
بہو نچا جو ہین قریب شاہ تو کہ وہ مکہ
فوراً رسید بر سر او شاہ کربلا
گر دیئی گہوڑے سی کہا یا شاہ لو خبر

تہی جان حر جو مقدم حضر کی انتظار
رکہی ہی سر کو زانو شہ پر ہوا نثار
شہ لاش ہر کی بسوی خیمہ برد آہ
بہائی غلام بیٹا جو تہا گرم کارزار
شور نشور خاست بیا در خیامگاہ
ہر اک ہوا نثار اسی طرح بار بار

یہانسے معلوم کرنا چاہئے کہ سب شہیدان دشت کربلا مرتبہ شہادت کا عین معرکہ جنگ میں دیکہکر مقام محبت الہی میں ہزار تمنا اور رضا بخوشی تمام شہید ہو گئے تہے کہ امتحان فتمنوا الموت ان کنتم صادقین کا یہی مقام تہا اسی میدان شہادت موعودہ میں قتل ہو جانا منتہای فتح و نصرت اور ظفر یابی جانتے تہے کہ سر بسر راہ تو فدا شد چہ بجا شد الخ اور ازل ہی بحکم ازلی یہ میدان خاص واسطے شہادت انہیں شہدای خاص کے تخصیص پا چکا تہا کہ اوس سے کنارہ کشی ہرگز باختیار خود ممکن نہ تہی جیسا کہ پیشتر مجملاً مذکور ہوا اور مرثیہ

جامع میں یوں مذکور ہے ع مسلم کا حال پر الم اب ہو چکا رقم ٭ لکھنے سے جسکے ہوتا ہے شق سینۂ قلم ٭ کرتا ہوں اب بیان عزای شہ امم ٭ گذرا جو رہ میں حضرت شبیر پر ستم ٭

هرگه گروه چند زکوفه بماند راه ٭ در عین راه خود بخود استاد اسپ شاه

اوسجا کے جو لوگوں سے پوچھا وہاں کا نام ٭ فرمایا شہ نے ہیگا ہمارا یہی مقام

کہنے لگے کہ ماریہ ہے اوسکا نام عام ٭ اور کربلا بھی کہتے ہیں اسکو تمیں عوام

فی الفور شاہ خیمہ و خرگاہ ساخت ٭ بر چشمہ فرات مگر خیمہ شاہ ساخت

آگے سے فوج بھیجی تھی ابن زیاد نے ٭ آیا جو ہیں امام دو عالم کے سامنے

تا راہ بین حضرت شبیر سر کرے ٭ حر نام ایک شخص تھا سردار فوج سے

او نو دو جی سے حجرۂ مصطفے نمود ٭ حر را غلام کرد چو احمد دم سجود

حر پڑہ چکا نماز جو پیچھے امام کے ٭ اب کیجیے معاف گناہ اس غلام کے

صدقے ہوا امام علیہ السلام کے ٭ کرنے لگا یہ عرض کلیجے کو تھام کے

کز بہر جنگ تو شہ گشتہ آمدم ٭ نادم مگر زکردۂ خود این پشیمانم

اکیا کروں جو شہ سے لڑوں ہوں گناہگار ٭ ظاہر میں شہ کو ڈھونڈھتی ہوگی فوج بیشمار

ورنہ یزید چھیتا نہ چھوڑیگا نہار ٭ پھر عرض کی یہ شہ سے کہ ہو جائیے سوار

اندر کجائی ماتحبس کنیم ما ٭ من بعد سوی کوفہ نیست و هم ما

نستے ہی شہ فرات سے کچھ کوچ کر دیا ٭ اب اک عجب سنو شہ بیکس کا ماجرا

لشکر تمام راست بر اور رو چلا ٭ حر بھی برابر امام وہاں سے نہ ہٹتا تھا

ناگاه باز مرکب حضرت بایستاد ٭ گویا پیام مرگ خدایش فرستاد

پہچان اوسجگہ کو نشان ختام سے ٭ تھے سن چکے امیر علیہ السلام سے

فوراً اوتر پڑے وہیں شہ تشنہ کام ٭ جانا نہیں ہے سفر یہیں ہے مقام سے

در کربلا چو بار شہ کربلا رسید ٭ آمد یقین بشاہ کہ بیشک بلا رسید

پس جس صورت میں حکم خدا اور قول و قرار بطور عہد و پیمان کے ابتدای روز ازل سے بقید روز جمعہ ایام شدت گرما ہنگام حرارت تمازت آفتاب وقت نماز ظہر بعد زوال تاریخ دہم محرم سنہ ۶۱ ہجری روز عاشورہ مقام خاص میدان کربلا بہ تخصیص جمیع بلیات تمام بنام ازروی آیات منصوصہ قرآنی اور اخبار صحیحہ بقید نام و صورت حلیہ قائل بتفصیل منقح قرار پا چکا ہو یہانتک کہ بحکم جف القلم اوسی جگہ پہنچ کر خود بخود گھوڑا ٹھہر گیا اور باوجود تیز روی تمام شب بھر چلنے کے اوسی جگہ پر خود بخود رک گیا پس بعد اسکے قرار داد و تنقیح تمام کے امداد غیبی مثل ملائکہ انبیاء سابقین یا ۔۔۔ کا کون مقام تھا ۔۔۔ ساری کاری کے و بعد بس فقط اوس خنجر اخیر خنجر کی منتظر تھی

کہ مفہوم وَفَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ بھی سوای شہادت کبری کے تکمیل اور اختتام کو پہونچگیا کما وقع
اور اگر فقط شہادت محض پر اکتفا ہوتی اوسقدر زخم کاری واسطے شہادت کے کیا کم تھے اس ذبح عظیم
فدیہ راہ خدا کا مرتبہ شہادت پر کہین ارفع ہے اور شہادت کاملہ خود اسکی ضمن مین حاصل ہے جیسا کہ
منصوص او رمذکور ہوچکا ہی پس سب انبیا کیواسطے محض امتحان تھا بعد امتحان واقعی اسی دنیا مین اونکو
مدد بھی علی قدر حال پہونچی اور بسطح کا غلبہ اور فتح اور کامیابی اور استیصال اور ہزیمت اعدا بھی حسب دلخواہ
حاصل ہوئی گویا اسی دنیا مین اجر بھی ملگیا بخلاف اسکی یہان تو تکمیل اور اختتام جمیع مراتب شکر اور صبر اور رضا
اور تسلیم اور شہادت اور استقامت اور ذبح عظیم موعود او منصوص منتج اور موقت ہوچکی تھے نہ فقط امتحان
پس مدد پہونچنے کا کون مقام تھا کہ ہر یک حوران بہشت کو اپنا مشتاق اور منتظر دیکھکر بکمال ذوق شہادت
ایک دوسرے پر جانبازی میں سبقت ڈھونڈھتا تھا وہان اپنی جان بچانی اور امداد غیبی پر کسکو نظر تھی کہ
شہید ہوجانا راہ خدا مین درحقیقت بحکم منصوصہ بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ الخ حیات ابدی اور فتح
سرمدی جانتے تھے یہان جان بچانا اور کسیکی امداد خود منظور اور گوارا نہتی جیسا کہ اکثر روایات مین امداد جن و ملک
خصوصاً زعفر جنی اور فطرس نامی فرشتہ کی متعارف ہے کہ آپ نے ہرگز منظور نہ فرمائی معہذا خود ایک ایک
شہید دشت کربلا واسطے ہزیمت تمام فوج اشقیا کے کیا کم تھا جیسا کہ مجمل مذکور ہوچکا ہے تاہم چنین
کنندہ روایت کہ شاہ دین بہ درزمگاہ گشت ملک بمقصد یقین بہ اور قطع نظر اس کمال شجاعت اور
نامنظوری امداد جن و ملائک کے یہان مثل اور انبیای سابق برعایت کمال رضا اور تسلیم استمداد اور دعا جناب
الٰہی مین کب کی تھی کہ مدد نہ پہونچی جیسا کہ تمام انبیای سابق کا سوای جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم
کو باصرار و مناجات و الحاح و زاری تمام امداد چاہنا اور دعای افنای تمام کفار مانگنا کس تواتر اور تولی
سے ثابت ہے کہ محتاج بیان نہین اور یہان بخلاف اسکی ذوق شہادت مین خود ہتیار پھینک پھینک کر
جان دینے مین سبقت تھی مدد کیسی ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ انبیای سابقین کو بقدر
امتحان اسی دنیا مین اجر بھی ملگیا کہ سہ باکام دل آخر ہمہ ایام بسر شد۔ تا زیست بآسایش و آرام بسر شد
اور اس تکمیل اور اختتام فضائل کا اجر کہ شفاعت کبری اور مقام محمود اور مقعد صدق تھا بہ اجر خاص دنیا

مین کب ہو سکتا تھا ع زینوجہ جز این شدہ موقوف یعنی ع آن چیست جز مغفرت امت عاصی
وز جرم و خطا معذرت امت عاصی * یہ سبب تھا کہ نہ پہونچی امداد غیبی اور نہ پہونچی فدیہ اور نہ کند ہوئے
خنجر ذبح اور نہ مرفوع ہوئے اوپر آسمان کی ہوچہ اور منصوص معلوم ہوئی اب وجہ خود بخود غائب
ہو جانے چشمۂ آب اور رک جانے ذوالجناح کی دشت ماریہ کربلا مین بہی معلوم
کرنا چاہیے کہ بحیلہ عالم اسباب محض فعل خاص الٰہی واقع ہوا ذوالجناح کے ٹھہر جانے سے
ظاہر ہوا کہ صاف صاف فی پردہ عالم ظاہر مین اللہ نے آگاہ کر دیا کہ یہی مقام کربلا پیشتر سے بحکم ازلی
قرار پا چکا ہے بسبب قیام ذوالجناح کے اسکی توثیق کامل ہوئی مین شبہہ نہ رہا فافہم و تدبر باقی رہا غائب ہو جانا
چشمۂ آب کا یہ بھی گویا یاد دلا دینا اور آگاہ کر دینا خدا کا تھا تاکہ معلوم اور یاد آجاوے کہ یہ وہی وعدہ گاہ
قرار داد ازلی ہے تا خاص فعل الٰہی بحیلہ عالم ظاہر دیکھکر مقام رضا و تسلیم اور صبر و شکر مین طبیعت راضی اور
مستعد ہو جاوے اور کچھ تردد باقی نہ رہے اور اگر خشک ہو جانا احتمال کثرت اخراج آب کا ہوتا خاص فعل الٰہی پر
بظاہر کمتر نظر ہوتی اور مایہ تقویت طبائع بمقام صبر و رضا و تسلیم نہوتا معہذا حسب اختتام جمیع بلیات و اعلیٰ تکمیل
مرتبۂ صبر و رضا و تسلیم کے منظور الٰہی تھا اور ایک بلا کا نام بنام کلام اللہ مین ذکر ہو چکا اور لفظ جوع کا بھی کلام اللہ
مین مذکور ہے اور بھوک کے ساتھ پیاس بھی لازم ہے پھر یہ امر خفیف کیون اوٹھہ رہتا چونکہ جناب سید الشہدا
علیہ السلام کو بسبب علم قرار داد سابقہ کے پیشتر سے خبر تھی اسواسطے آپنے شب ہشتم محرم سے خود ترک آب کیا
تھا چونکہ اور شہدای کربلا کو خبر نہ تھی اور آب سرد اور طعام لذیذ کا مزا ہنگام بھوک پیاس کے خوب معلوم ہوتا ہے
اور یہ بھی متفق علیہ ہے کہ خاص میدان شہادتگاہ مین حوران بہشتی جام کوثر و تسنیم لئے ہوئے منتظر شہادت
تھین اور شہدا کو قریب شہادت کے نظر آتی تھین پھر وہ جام کوثر چھوڑ کر آب فرات پر کسکو نظر تھی علاوہ
اوس ملال ہجوم آفات اور شدائد بلیات مین پر لاش پر لاش گرتی تھی سوای مرجانے اور جان دینے
کے بھوک پیاس کا ہوش کسکو تھا اسیواسطے اس پیاس کی شکایت سوای بعض اطفال صغیر اصغر معصوم
اور حضرت سکینہ کمسن کی طرف سے مذکور اور منقول ہے خصوصًا واسطے تاثیر پذیری قلوب عوام اور
تمہید بکا کے زیادہ تر مضامین شاعرانہ مرثیہ مین بیان عطش انہین معصومین خاص کا اکثر ہے چنانچہ بطور بیان

مرثیہ گویان یہ مضمون خاص شیخ جامع میں شاہ سے لف یوں برآمد ہوتا ہی

بعض اشعار مرثیہ جامع در بیان عطش برعایت بکا بطرز مرثیہ گویان متعارف

اس عمل کی تہا تو ہین ہے جو یہ قوم	ابرے سنو جو گذرا تھا عباس پر ستم	اوس صاحب علم پہ ہوا ہی کیا الم	کیونکر لب فرات پہ ستم ہوئے قلم
	چون چشمۂ سہم نہان شد از علم کردگار	عباس علی آمد بر دریا چند بار	
پھر تشنہ لب بھی جو سکینہ زیادہ تر	عباس کو چلا کاندہی پہ مشک دہر	اعدا کو مارتا ہوا آیا فرات پر	دیکھو جو اس نے حال جیب تو مشک بہر
	شمر لعین بانگ زد و گفت چون کنم	عباس آمد برد و می کند ستم	
شمر لعین تو پہلے قرابت کی راہ سے	عباس سے کلام لگا کرنے صلح کے	سنتے ہی یہ بولے حضرت عباس ہیبت سے	ایسا امام چھوڑ کے کوئی تجھ سے کیا ملے
	فرمود چونکہ حضرت عباس این سخن	از صلح ہر یکی شدہ مایوس این سخن	
یہ کہکر پانی لیچلے عباس خیمہ کو	بولا یہ شمر صلح سے مایوس جلد ہو	ہے ہی نلوہ جاتا ہے عباس لیجیو	کچا اور گر یہو سکے شانہ ہی کاٹ دو
	تا بندہ مشک ان کتف او برون شود	زر دست دیگرش علمش سرنگون شود	
تھے نہر کے جو لوگ محافظ ہرا دہا	سنتے ہی وہ سپہ ٹوٹ پڑے سب وہ یکبار	عباس نے نیام سے لی جبکہ ذوالفقار	جس سے ہوا دوچار کیا اوس کو دو چار
	از بسکہ بود لشکر اعدا ز حد برون	شد شانہ ہا قلم علم شاہ شد نگون	
دیکھو جو اس نے حالت عباس دور سے	شانوں کو کٹنی پر بھی کیا اوس نے کام کیا	زانو کے نیچے باگ کو اوس نے دبا لیا	دانتوں سے مشک تھام کے گھوڑا بڑہا دیا
	رعب و ہیبت حضرت عباس این چنین	یک ہم دو چار او نشدہ با وجود این	
از بسکہ ساری فوج پہ غالب تھے جو عباس	ہیبت کے مارے آنہیں سکتا تھا کوئی پاس	سب تیر مارتے تھے مگر دور آس پاس	عباس کا نہ تھا اور نہ قوت کوئی پاس
	ناگاہ تیری آمدہ از لشکر یزید	بر مشک او گذشتہ بر سینہ اش رسید	
عباس نے جو دیکھا کہ پانی بھی بہ گیا	دلمیں کہا سکینہ کو کیا منہ دکھاؤں گا	دانتوں سے مشک تھامکے پہروہ کھڑا ہوا	اعدا سے یوں آ پہنچا تھا غش میں گرا
	بیدست دیدہ تیغ جفا ہر کو شد پدید	کردند آہ حضرت عباس شد شہید	
عباس کے الم کی نہیں ہے کچھ انتہا	اب سن تو حال اصغر معصوم بے نوا	پہرو نکا دودھ خشک سینہ پہ تھا مارتا ہوا	اور نہر بھی نہ تھی کہ مشک لے جانب تہا
	لیکن از این اشارہ کسی بہ گمان بر	از مہر آب حضرت اصغر اشارہ کرد	
بانو کو یہ بین آ کلفت سر زد الم	کر دو دہ کا اشارہ لگا رونے بیدم	بانو کا دودہ خشک ہوا تہا از فرط غم	یکبارگی جو رو دیا اصغر نے کہا کی ہم

بانو نی تب حضرت شبیر سی کہا
معلوم شد اشارہ پی آب میکند — تسکین نمی پذیرد و نی خواب میکند
تقصیر وار آپ ہین بچی نی کیا کیا — لیجا کی کافرونکو دکہاؤ اسی ذرا
شاید وہ ترس کہا کی اسی پانی دین بلا

گود مین لیکی اصغر معصوم کو امام
بانو بشاہ صغر معصوم را سپرد — شبیر سوی فوج عدو طفل را ببرد
دکہلا عدو کو دور سی کرنی لگی کلام — تقصیر وار ہم ہین نہ بچی نی کچہ کیا کام
اسکو تو ترس کہا کی پلادو تم ایک جام

اصغر کا لاشہ لیچلی حضرت لیجان ارم
پس تیر حرملہ شدہ ناگہ بار نشست — بازوی شاہ و گردن معصوم را شکست
بانو جو روتی تہی در خیمہ پہ تہی کہڑا — خوش ہو گئی وہ دیکہتی ہی شہ کو اکیلا
بولی کہ مجکو دو میرا معصوم ہاں کہا

بانو نی جبکہ گود مین اصغر کو لیلیا
فرمود شاہ صغر معصوم را بگیر — سیراب خوب صغر تو شد ز آب تیر
دیکہا جو خون سی تر تو کہا وا مصیبتا — بولی یہ شہ تمہی بچا یا نہین گیا
حضرت نی زخم بازوی اقدس دکہا دیا

بانو کشید آہ مصیبتا و برزمین — دیگر چہ گویمت کہ شد احوال آن حزین

پس بسبب اسرار حکمت اور مصلحت الٰہی اور وجہ معقول تہی جو مثل انبیای سابقین نہ خود بخود مدد غیبی پہونچی نہ آپنی طلب کی یہ منظور بلکہ انکار کی نہ رفع علی السماء واقع ہوا نہ فدیہ غیب سے پہونچا کہ یہ خود ذبح عظیم فدیہ خاص خدا کا تہا نہ خنجر قاتل مثل کار ذبح اسمٰعیل کند ہوا کہ فدیہ مقبول بلکہ مطلوب اور موعود تہا اور وہان فقط امتحان تہا ان سب کے سوا ارباب طریقت اور حقیقت ایک وجہ اور بہی بہت نازک اور باریک سمجہتی ہین یعنی ارباب طریقت کی نزدیک مقامات قرب الٰہی دو طرح پر منقسم ہوتے ہین ایک مرید ایک مراد ایک مخلِص بکسر لام ایک مخلَص بفتح لام پس مرید اور مخلِص بکسر لام بمعنی طالب اور مراد اور مخلَص بفتح لام بمعنی مطلوب اسیطرح خلیل بمعنی عاشق طالب کے جیسے مرید اور مخلِص بکسر لام اور محبوب بمعنی معشوق اور مطلوب کے جیسے مراد اور مخلَص بفتح لام پس شان مرید اور طالب صادق کی یہہ ہی کہ جفای محبوب پر راضی اور متلذذ ہوا اور مقام رضا اور تسلیم مین ہرگز طلب مدد واسطے دفع بلا کے نکرے بلکہ آہ اور کراہ بہی نکرے اور کسی سے مدد نچاہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہنگام امتحان آتش نمرودی ختم ہوا آخر کار اتنا کلمہ منہ سے نکلا کہ وَهُوَ كَافِيَّ بِحَالِي حَسْبِي مِنْ سُؤَالِي سے فوراً ہمہ آتش شدہ از حکم خدا نور گلزار شد و نار مبدل شدہ با نور جیسا کہ مذکور ہو چکا اسی مقام سے اللہ تعالی خبر دیتا ہی کہ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا اور دوسرا اسکے مقابل مین مقام محبوبیت ہی جسکو مراد اور مخلَص بفتح لام کہتے

ہین جیسے وہ مقام عاشقی کا تھا یہ مقام معشوقی اور محبوبیت کا ہے جیسا مقام خلت مین طلب دعا واسطے دفع بلا کے منافی رضا وتسلیم کے ہے ویسا ہی اس مقام محبوبیت مین سوال اور دعا نکرنا اور سکوت کرنا ممنوع ہے بلکہ مورد وعید اور طلب دعا کیواسطے بتاکید تمام حکم ہے اُدْعُونِيٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ پس جسطرح حضرت ابراہیمؑ پر مرتبہ خلت اور عاشقی کا ختم ہوچکا تھا اوسکے مقابلہ مین یہان مرتبہ محبوبیت اور معشوقی اور طلب دعا اور سوال کا بحکم اُدْعُونِيٓ الخ ختم ہوچکا تھا وہان دعا ممنوع اور سکوت یہان سکوت ممنوع اور حکم طلب دعا کا وَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا ظَاهِرٌ اب منظور الٰہی یہ مقتضی ہوا کہ دونون مرتبے خلت اور محبوبیت کے اسی ذات خاص محبوب خاص پر تکمیل اور ختم ہون اسواسطے وہان مقام خلت اور سکوت مین اتنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے نکال دیا کہ هُوَ عَلِيمٌ بِحَالِي حَسْبِي مِنْ سُؤَالِي یہ گویا مقام خلت مین سکوت کی منافی ہوا کہ آہ کرنا نچاہیئے اور یہان مقام محبوبیت مین کہ حکم سوال اور طلب دعا کا بتاکید اور سکوت منع تھا مگر بسبب رعایت مقام خلت اور سکوت کے باوجود اسقدر شدائد ہجوم مصائب کے سواے رضا اور تسلیم اور خوشی کے چین بھی پیشانی پر نہ آئی اور آہ بھی نہ نکلی اور بحال شگفتہ روئی جان دینے مین سبقت تھی پس وہان اتنا باقی رکھا کہ سکوت تامہ نہوا کہ محض امتحان تھا اور یہان باہمہ مقام محبوبیت اور حکم طلب دعا رضا وتسلیم اور خوشنودی سے سکوت تام تھا کہ تکمیل اور اختتام تھا فافہم وتدبر چنانچہ اسی صبر وشکر اور رضا اور تسلیم کی ترغیب بھی اللہ تعالیٰ نے بیشتر فرمائی کہ فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اور اخیر بھی آخر کو بلفظ صلوۃ اور رحمت اور اہتدا بیان فرمایا اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ فافہم وتدبر ؎ مکروہ طبع گر نبود آن بلا نماند ٭ بروی چو صبر کرد نکردہ است ہیچ کار ٭ دریافت لذتی بہ بلا باز شکر کرد ٭ آن شکر لذتست در امعتبر مدار ٭ آری چو با کراہیت نفس راضی است ٭ این صبر وشکر را بود البتہ اعتبار ٭ این صبر و این بلا ہمہ شد ختم بر حسینؑ ٭ جزوی نصیب کس نشد این فتنہ زینہار

دفع دخل عذر ما تقدم اہل طبع کی طرف سے

ازبسکہ طبائع نوع بشر کی مختلف واقع ہوئی ہین سب طبیعتین ایکطرح کی نہین ہوتی ہین اسی سبب سے سب ادیان اور مذاہب مختلف ہین اور ہر مذہب مین باہم کر اختلافات ہین یہی ایک کلام الٰہی کہ ایک دین اور مذہب اسلام محمدیہ مین صلعم ہفتاد و سہ فرقہ مختلف او متمسک اور استناد سب کا آیات قرآنی سے ہی بہت ہدایت پائے اور بہت گمراہ ہوئے جیسا کہ خود فرماتا ہی یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا پس اس صورت مین اس کتاب اسرار کربلا کو ملاحظہ کرکے اکثر ارباب معانی فہم صاحب انصاف پسند تسلیم اور تصدیق کرکے بہرہ مند اور مستفیض ہوتے ہین اور بعض نوآموز نا کارافتادہ بدعوی تفسیر دانی تازہ بر سر انکار اور اعتراض آکر مصنف کتاب کو نشانہ سہام ملام کرتے ہین اور حجت الزامی یہ قرار دیتے ہین کہ آیات مستندہ کتاب اسرار کربلا کا شان نزول اور ہی کسی مفسر نے سلف سے آج تک ان آیات کی شان نزول مین کربلا کا ذکر کہین نہین کیا یہ مولف اپنی طرف سے معاذ اللہ معانی آیات قرآنی مین بھی خلل و تصرف کرتا ہی لہذا بادی النظر مین عوام ناواقف خام شریعت کے نزدیک بڑا مقام الزام کا ہو سکتا ہے کہ اگر عمل انصاف پسند انگریزی نہوتا بعید نہ تھا کہ مولف کتاب پر خروج کرتے اور واجب القتل قرار دیتے اسواسطے دفع دخل ضرور ہوا کہ مولف بیچارہ نے یہ نہین لکھا کہ ان آیات کا شان نزول یہی ہے بلکہ کمال بلاغت اور متانت رفقرہ کنایات کلام اللہ کے بیان کی ہے کہ ہرچند بظاہر شان نزول ان آیات کا جانب کربلا بصراحت نہین مگر تطبیق مضامین ہر جزئیات کا او پر واردات کربلا کی کس طرح مطابقت واقعی ہے نہ یہ کہ اسی مقام خاص مین یہ آیات نازل ہوئی ہین یہ بلاغت اور متانت بیان کی ہے سو خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ✤ گفتہ آید در حدیث دیگران ✤ پس بظاہر اگر شان نزول ان آیات کا خاص واسطے کربلا کے نہین ہے کچھ قباحت نہین لازم آتی کہ ایسی پردہ مین حال سب کربلا اور رجال کا راشرار کربلا اللہ تعالی نے بیان کردیا کہ لَا رَطْبٍ وَّلَا

یا بسِ اِلّا فِی کِتَابٍ مُّبِیْنٍ اسمین معاذ اللہ کچھ دخل و تصرف مولف کا نہین پایا جاتا بلکہ بلاغت اور نکات کلام اللہ کی بیان کئے ہین نہ دخل و تصرف مگر فہم ہر کس بقدر ہمت اوست ہے مَنْ فَهِمَ فَهِمَ اسکے علاوہ کتاب مسلم الثبوت شرح قصائد تصوی نہج البلاغت کی سند اور نظیر بھی بجای خود مولف نے بیان کردی ہے کہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام سب واردات خاندان نبوت اور معرکہ کربلا تا آخر آل کا بنی امیہ اور یزید بیان مضامین معانی سورہ حٓمٓ عٓسٓقٓ مین ترتیب و قوعی مطابق واقع تطبیق دیتے ہین حال آنکہ شان نزول اون سب آیات کا اور ہے مگر مطابقت تامہ علی الترتیب اس سب واردات خاندان نبوت مین بھی پائی جاتی ہے پس اسطرح سے رموز اور نکات اور بلاغت مضامین قرآنی کے بیان کرنے مین معاذ اللہ دخل و تصرف آیات قرآنی مین نہین پایا جاتا بلکہ بیان کمال بلاغت کلام اللہ کا ہے فقط

فافہم وتدبر

خاتمۃ الطبع

خدای تعالی کا شکر و احسان کہ کتاب عجیب و نسخہ غریب موسوم بہ اسرار کربلا مولفہ سخنور فہیم دانشور با طبع سلیم واقف اسرار سخن کشائندہ عقدہ ہر نو و کہن دبیر الانشا منشی محمد ظہیر الدین خان بہادر بمطبع عالی قدر شناس شرق و اساس ہنر پرور فیض گستر صاحب طبع وقاد منشی نولکشور با دانش خدا داد مین بار سوم بماہ مئی ۱۸۷۶ع بمقام لکھنو چھپکر باتیان نوحہ گران اہلبیت رسالت کو مبشر ہوئی فقط

اب صورت قبولیت اس کتاب کی بدیدۂ انصاف ملاحظہ کرنا چاہیے کہ ابتداے ذکر بیان اسکا سر صفحۂ اول مین ہے بسبب تنگی صفحۂ قرطاس کے ذکر تمام لفظی اسکا اخیر کتاب پر بعد اتمام کتاب کے اوٹھہ رہا تھا لہذا محبان اہلبیت نبوت کو بدیدۂ دل ملاحظہ درکار ہے.

پس اول سر صفحہ مین یہان تک بیان مرقوم ہے کہ مولانا محتشم علیہ الرحمۃ حسب ارشاد و ہدایت رویاے صادقہ کے یہہ شعر خواب مین پڑہتے ہوے بیدار ہوگئے کہ ع باز این چہ شورش است کہ در خلق عالم است ۔ باز این چہ نوحہ و چہ عزا و چہ ماتم است ؛ تا اینکہ اسی وزن و بحر مین چار بند کہے اور کہتے کہتے اس بند پنجم تک پہونچے کہ اوسکے اشعار مقبولہ یہہ ہین

مرثیہ

چون خون ز حلق تشنۂ او بر زمین رسید جوش از زمین بذروۂ عرش برین رسید نزدیک شد کہ خانۂ ایمان شود خراب
از بس شکست ہا کہ بارکان دین رسید نخل بلند او چو خسان بر زمین زدند طوفان بر آسمان ز غبار زمین رسید
باد آن غبار چون بمزار نبی رساند گرد از مدینہ بر فلک ہفتمین رسید یکبار جامہ در خم گردون بنیل زد
چون این خبر بعیسی گردون نشین رسید تر شد فلک ز غلغلہ چون نوبت خروش از انبیا بحضرت روح الامین رسید
کرد این خیال وہم غلط کار کان غبار تا دامن جلال جہان آفرین رسید ہست از ملال گرچہ بری ذات ذوالجلال

اب یہان حضرت مولانا محتشم علیہ الرحمۃ لکہتے ہین کہ قلم دست دل سے گر پڑا اور مضمون بہت بلند ہو گیا اگر اس تمام بند مضامین عالیہ کو نکال ڈالتے ہین تو نہین بنتا اور اگر قایم رکہتے ہین تو معاذ اللہ نسبت ملال کی اوس ذات ذوالجلال کے طرف کسطرح ہو سکتی ہے اور خبر لفظ گرچہ کی جو اول مصرع مین ہے دوسرے مصرع مین کسطرح نکل سکتی ہے پس مولانا علیہ الرحمۃ لکہتے ہین کہ تین روز و شب اسی فکر و تردد مین خواب و خور بہی بلکہ زندگی تلخ ہوئی اور زیادہ تر تردد یہہ تہا کہ کسکی ارشاد و ہدایت بنیاد سے یہہ چند بند خود بخود دل سے نکلے ہین کہ اب خامۂ فکرت دست دل سے گر پڑا اب کیا کیا جاوے اس حالت مین لکہتے ہین کہ خواب بہی نہین آتے جو بطور اول رویاے صادقہ مین کچہہ مدد پہونچے آخر روز سوم درمیان مغرب و عشا کے حالت درود و وظائف اور تردد مین خواب کہان مگر کچہہ بیہوشی و غنودگی نا بیخودی سے ہو گئی کہ اوسی حالت جاگنے مین بشکل مبارک

جناب امیر علیہ السلام کی نظر آئی کہ مولانا لکھتے ہین کہ اوسی حالت مین مجھکو کسی نے پکڑ کر کھڑا کر دیا اور لوگ ہمنشینان گرد و پیش سمجھے کہ شاید وظیفہ سے فارغ ہو کر نماز عشا کو کھڑا ہوا ہی پس اسی حالت مین مجھکو یہہ معلوم ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین کہ ای محتشم مرثیہ فرزند لخت جگر ما تمام کر دی مین نے مدہوشانہ وہ ہے مصراع اول پڑہا کہ ہم ہست از ملال گرچہ بری ذات ذو الجلال * کہ یکبارگی ایک عجیب عظمت اور فصاحت اور خوش الحانی سے آواز دلکش آئی کہ ہم او در دل است و ہیچ دلی نیست بی ملال * پس مجھکو یہہ آواز خاص زبان مبارک جناب امیر علیہ السلام سے معلوم ہوئے اور اس مصرع کی سنتے ہوئے چونک پڑا اور ہوش مین آگیا بلکہ جی اوٹھا مگر لوگ حاضرین وقت کہنی لگے کہ مصرع اول تمہارے زبان سے ہم سب سنتی اور دیکھتے تھے بار یہ وہ مصرع ثانی اس خوش الحانی اور لطافت سی آواز دلکش کہنے پڑہا تہا وہ کہان سے آواز آئی تھی مین نے پوچھا کہ کون مصرع ثانی تب سب لوگ حاضر الوقت بی تامل مصرع ثانی بیان کرنے لگے کہ ہم او در دل است و ہیچ دلی نیست بی ملال * تب مجھکو معلوم ہوا کہ از کجاست آخر ایک ساعت تو عجیب وجد و حالت رہی کہ بیان نہین ہو سکتی تا اینکہ اوسی شب اور اوسی صحبت مین بعد نماز عشا تمام بند تمام ہوئے کہ لوگون نے بطور ورد و وظائف کے خصوصاً روز عاشورہ اور اکثر مجلس ہای ماتم امام علیہ السلام مین عبادۃً اپنی اپنی الحان اور وجد و حال مین اسکا پڑہنا التزام کیا فقط الحق کمتر کوئی ایسی صحبت دیکھی کہ جہان یہہ بند محتشم پڑہا گیا ہو اور حاضرین صحبت پر اثر اور بیقراری اور گریہ و زاری طاری نہوا ہو پس یہہ تو حال صاحب تذکرۃ الشعرا بیاض کلیات مولانا محتشم سے اپنی تذکرہ مین لکھا ہے اور تمام خاص و عام مین قبولیت بند محتشم اور ہفت بند کاشی اور واقعات مقتل کے مشہور و معروف ہے کہ محتاج بیان نہین اب یہان اس کتاب مقدس اسرار کربلا کی ذکر خیر مین اس قبولیت بند محتشم کے بیان سے یہہ مراد ہے کہ بعینہ اسی مضمون اور اسی مقام خاص مین مولف اسرار کربلا کو توارد ہوا کہ اسطرح مولف اسرار کربلا نے بہی مقام شاعری مین تمام سب زمین و آسمان لوح و قلم شمس و قمر نجوم و روح و ملک زندگان و مردگان تمام بنی آدم مین سرایت غم و الم شہید کربلا امام علیہ السلام کی بلطف تمام ثابت کی ہے جو کہ تمام سب حال شہادت کبری اور سب حال تفصیلی معرکہ کربلا کا علی الترتیب جسطرح کربلا مین گذرا ہے

تمامتر آیات اور اخبار قرآن سے واضح تر بیان کیا ہے یہان تک کہ تخصیص خاص نسبت تمام اشقیای کربلا کے لعنت کرنا خدا کا اور تمام ملائک اور تمام بنی آدم کا اونکا فر ہونا اون سب اشقیای کربلا کا تصریح تمام اور تخصیص خاص اس آیت قرآنی سے ثابت کیا ہے کَیْفَ یَہْدِی اللّٰہُ قَوْمًا کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِہِمْ وَشَہِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَہُمُ الْبَیِّنٰتُ وَاللّٰہُ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ط اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُہُمْ اَنَّ عَلَیْہِمْ لَعْنَۃَ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا لَا یُخَفَّفُ عَنْہُمُ الْعَذَابُ وَلَا ہُمْ یُنْظَرُوْنَ ط ملاحظہ ہو کہ یہہ مضمون خاص کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِہِمْ وَشَہِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَہُمُ الْبَیِّنٰتُ الخ سوای اشقیای خاص کربلا کی کہان صادق آتا ہے اور پھر ہرگز نہ قبول ہونا توبہ اون ملاعین اشقیای کربلا کی اس آیہ کریمہ سے واضح تر لکھی ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِہِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُہُمْ الخ پس اسطرح سے وجوب اور ثبوت لعن یزید ملعون اور سب اشقیای کربلا پر کسی نے لکھا ہے اور اسطرح سے تکمیل اور ترجیح اس مرتبہ شہادت خاص جناب سید الشہدا علیہ السلام کی آیات قرآنی سے کسنے تطبیق دی ہے ان کی ہے اور پھر اس شہادت کبری کو خاص شہادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صراحت اور ترتیب قبل و بعد آیہ کلام اللہ سے کسنے نشان دی کہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ الخ ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت دونو باتین فرماتا ہے اول اَفَاِنْ مَّاتَ بعد اسکے اَوْ قُتِلَ یہان اہل دیدہ دل سے نگاہ درکار ہے کہ اللہ کو دوہری بات خبر متشبہ تا وافعا نہ بیان کرنیکی کیا وجہ کہ یا موت سے مریگا یا قتل ہوگا پس اس طرز بیان سے سوا اسکے اور کیا پایا جاتا ہے کہ اول موت سے مریگا کما وقع بعد اسکے قتل ہوگا کما وقع تھی سبط الشہید المظلوم فافہم وتدبر یہان نکتہ باریک سمجھنا چاہئے کہ قتل ہونے سے مرنا نہیں ثابت ہوتا ہے بلکہ حیات ابدی ثابت ہے کہ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ط پس اسطرح سے اس شہادت جناب سید الشہدا کو عین شہادت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم قرار دینا کسنے ثابت کیا ہے اگر کوئی جرح یا اعتراض کرے یا معاذ اللہ ایسے مثبت شہادت کو سنکر شہادت قرار دیکر بطعن کرنے لگے سوا اسکے کیا سمجھا جائیگا کہ ع ہنر بچشم حسودان بزرگتر عیب است

گلستان سعدی دو چشم دشمنان خارا ست ؎ ایسے آفتاب ہدایت پر خاک ڈالنی سے اپنی ہی آنکھون مین خاک پڑتی ہے
کہ سا نور عالم فروز چشمۂ ہور ؎ خوش نیاید بچشم موش کور ؎ اب اصل حکایت صورت قبولیت اِس
کتاب محسود منکرین کی بیان ہوتی ہے کہ مولف اسرار کربلا نی بہی اولاً بتوثیق تمام اثبات شہادت
کا آیات قرآنی سی کرکے بعدہٗ تمام مضامین اور آثار غم و الم کی بطور براعت استہلال کی بطرز شاعرانہ کلام اللہ سی ظاہر
کر کے اور تمام سب کائنات عالم غیب شہادت پر علامات غم و الم کے ثابت کرکے زور شاعری اور آمد مضامین مین قریب
بارگاہ کبریا جلشانہ و تعالی کبریاؤہ علواً کبیراً تک نوبت پہنچائی ہے یہان پہنچکر مثل مولانا محتشم کی قلم دست دلسے
گیا گرا بلکہ دل سا گر پڑا ہے اور اس شعر پر آکر خامۂ دل رک گیا ہی کہ ؎ غم حسین چو در سر دو عالم است تمام ؎ بری بود
فقط از غم اگرچہ ذات قدیم ؎ یہان بہی وہی لفظ اگرچہ مثل مولانا ہی محتشم کی آئی ہے اس شعر کی جزا یہہ تقاضا
کرتی ہی کہ معاذ اللہ ذات قدیم کی نسبت بہی غم تہا ؎ کرنا چاہئی یہہ کسطرح ہو سکتا ہی کہ محال و غیر ممکن ہے پس تمام
ہی یہنا جو ایک مضمون خاص تہا وہ مولانا محتشم کی حصہ مین پہنچگیا وہ جناب لایت مآب علیہ السلام سی عنایت ہو چکا پس اگر وہی
مضمون محتشم کا یہان بہی لایا جاوے تو سرقہ یا استعارہ یا توارد سی خالی نہین یہہ تینون باتین معیوب و ممنوع ہین اور
استعارہ مین کچہہ لطف نہین کہ ؎ در بکر ربتن مضمون عالی لطف نیست ؎ رنگ کم دہد اگر سی شبد و حنائی بستہ را ؎
اور اوپر سی تمہید کلام سرایت غم و الم مین مولانا محتشم سی کہین زیادہ تر ترقی کی ہی کہ علاوہ طرز بیان طرفین کے معلوم ہو سکتا
اور ایسی نظم وہ بہی بلند مضامین عالیہ کی ترک بہی نہین ہو سکتی ہی کہ در حقیقت معجزہ کلام اللہ کا سمجہنا چاہئی لہذا ہمیشہ یہہ
ترددات اور تحیرات مولف اسرار کربلا کی مولانا محتشم سے کہین زیادہ پڑہ گئی کہ وہان تو تین ہی روز وشب وہ لکہا ہی اور یہان
تین مہینی تک مسودۂ اول ناتمام مطبع مین پڑا رہا اور چہپنا ملتوی رہا کہ آخر کو اوسی بارگاہ ذو الجلال والاکرام سی مضمون
جداگانہ القا ہوا کہ بعد تتمیم قطعہ تمہید ماتم کے کہ آخر صفحہ نمبر دہم اس کتاب مین تمام ہوا ہے وہ شعر وہی سر صفحہ ۱۱ سطر
اول مین لکہا ہی پس اوسکے ملاحظہ سی صاحبدلان رمز شناس نکتہ فہم و دقیقہ سنج کو صاف معلوم ہو جاتا ہی کہ یہہ مضمون عالی
مضمون محتشم سی جدا خاص اس تعدد اور مقام واحد مین کا رشتہ نہین ہے بے شبہہ از جا و گر ہی مین فہم فہم پس اس سے
زیادہ تر صورت قبولیت کی کون ہو سکتی ہی اسی قبولیت کا سبب ہے کہ مقبول دلہای عالم و عالمیان ہی کہ اہل مطبع کو
اسکے چہاپنی اور ہجوم خریدارون سے مہلت نہین ملتی کہ تین مرتبہ بتعداد نہ ہزار نسخہ چہپ چکا ہے اور پہر طالب تر ہے

کہ بار چہارم چھاپا پڑا اور دوسری وجہ قبولیت کی اس سے بھی غالب تر اور نمایان تر یہہ ہے کہ جسطرح شب قدر اور مصحف عزیز اور وجود انبیا علیہم السلام کا سب ملین اور مومنین اور اہل کتاب و اہل امت کی واسطے ہر گونہ مایۂ رحمت اور ہدایت اور راحت اور مباہات کا ہے اور کافرون اور منکرون اور شیاطین اور لا امتی کی واسطے مایۂ خسران اور خذلان اور حسرت اور کفران کا ہے اسی طرح اس کتاب معظم کا بھی حال دیکھا جاتا ہے کہ بسبب کمال قبولیت دلہا مومنین کے مایۂ حسد اور اعتراض اور انکار اور اعراض منکرین شیاطین کا ہے کہ آفتاب جسقدر روشن تر اور اوسیقدر دیدہ ہای خفاش پر شاق تر پس یہہ تو صورتین قبولیت اس کتاب مقدس مقبول کی ملاحظہ ہون کہ ظاہر و باہر ہین فضلاً علیہ کہ تائیدات الہی اور مدد ہای غیبی جو مولف کتاب کو ہر موقع اور ہر مقام مین بجوابات منکرین اور رفع تحیرات متحیرین لا یعلم کی مناسب ہر موقع اور مقام کی آیات قرآنی سے پہونچی ہین ملاحظہ کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انکار کے جواب مین ایک آیۂ قرآنی مدد کو موجود ہے کہ اوس سے دفع تحیرات مومنین لا یعلم کا بھی بخوبی ہو سکتا ہے گویا خدا جواب دے رہا ہے یہہ امداد قرآنی ہر جگہہ اور ہر مقام پر حسب موقع مناسب ہر مقام کے مجمل سوا تائید خاص الہی کے کب ہو سکتی ہے اس سے زیادہ تر دلیل کمال قبولیت کی کیا ہو سکتی ہے پس خبر مضمون شہادت شہدای بدر کی یہہ اللہ دیتا ہے کہ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ الخ الی آخرہ پس یہہ تو خبر شہادت شہدای بدر کی بصیغہ جمع ماضی بلفظ قُتِلُوا خبر بعد الوقوع بعد قتل کے ہے اب اس سے جدا اور تخصیص خاص کی ساتھہ خبر شہادت جناب سید الشہدا علیہ السلام کی ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالی خبر آیندہ قبل الوقوع کی بصیغۂ واحد مضارع مستقبل بلفظ مَنْ يُقْتَلُ فرماتا ہے یعنی جو شخص آیندہ کو قتل کیا جاےگا اوسکو اموات نہ کہو بلکہ زندہ ہے ولیکن تم لوگ نہین سمجھتے ہو جیسا کہ فرماتا ہے لَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ط پس اب اندکی دیدۂ دل سے ملاحظہ درکار ہے کہ یہہ خبر شہادت آیندہ کی سوا اس شہید مظلوم علیہ السلام کے کہان صادق آتی ہے اسکے سوا تخصیص اس شہادت کبری کی بعین شہادت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب قبل و بعد بلفظ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ سے کس صراحت اور بلاغت کی آیۂ قرآنی سے ثابت ہوتی ہے کہ جسکی شرح اس رسالہ مین بجا خود مرقوم ہے یہہ مضمون خاص محض حصہ اسی مولف کا سمجھنا چاہئے کہ کمتر یہہ رمز نکتہ باریک کسی مفسر کو سوجھا ہے پس اسی کو محض تائید غیبی من جانب اللہ کہتے ہین

اس سے زیادہ تر صورتین قبولیت اس کتاب مقبول کی کیا ہو سکتی ہین کہ ہر مضمون کی مدد و تائید کی طرف سے ہوی وہان
مولانا محتشم علیہ الرحمۃ کی مدد بوسیلہ خواب رویاے صادقہ سے تہی اور یہان اوسکے مقابلہ مین عالم بیداری مین تفریح بہی
مرقومہ سر صفحہ ۱۴ اوسی تواتر و مضمون مین بمضمون جداگانہ حصہ خاص مولف کا تبلقای الہی سمجھنا چاہئے کہ ایسا
مضمون باختیار بشری نہین ہو سکتا ہی فضلا علیہ کہ یہہ سب تائیدات آیات بنیات قرانی سے ہی اور سبہ مرتبے
هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي اب ایک شبہہ براختلاف عقاید مذہبی بکمال مایہ تحیر کا یہہ باقی رہا تہا کہ
اگر بمفاد وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ اور بحکم يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ خالق فعال
عباد کا اور فاعل مختار خدا کو سمجھتے ہو پہر یزید اور شمر اور شیطان پر کیون لعنت کرتے ہو کہ فاعل اسکا وہی فاعل حقیقی ہے
مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ ط بدون حکم اوسکے ذرہ بہی جنبش نہین کر سکتا ہے کہ لَا تَتَحَرَّكُ
ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط پس مولف کتاب اسی مضمون کو آیات واحادیث اور دلائل عقلی ونقلی ہر طرح کی
قوتین دیرہا ہی کہ اللہ تعالی پہلے سے بتفصیل تمام مصائب قبل الوقوع اپنے حبیب کو خبر دے چکا ہے کہ یہہ یہہ واقعات
کربلا مین واقع ہونگے یہان تک کہ چشمہ چاہ جو مین درمیان خیمہ کربلا کا تاریخ ہشتم محرم مین خود بخود خشک نہین بلکہ
غائب ہو گیا اور اسپ شاہ کربلا کا بہی باوجود رواروی تمام شب کے پہر اوسی خاص معرکہ قتلگاہ کربلا مین کہڑا ہو گیا
کہ مولف لکہتا ہی بیت ؎ ہر گرہ کردہ چند زکوفہ بماندراہ ٭ درعین راہ خود بخود استادہ اسپ شاہ ٭ اور پہر جب بعد رواروی
تمام شب کے اسپ شاہ کا تہم گیا یہان مولف لکہتا ہی کہ ؎ ناگاہ مانہ مرکب حضرت بایستاد ٭ گویا پیام مرگ خدا بسش
فرستاد ٭ پہر یہہ سب فعل خاص خدا کا نمایان اور ظاہر تر بدون حیلہ عالم اسباب کہ مولف کتاب کا موجب اور مدلل بیان
کرتا ہی گویا یزید کو کیا بلکہ شیطان کو بہی مولف نے بری اور مجبور ٹہرا کر سب الزامات معاذ اللہ خدا کے نسبت ٹہراتا ہے
پس جہلا نافہم ناخواندہ کم استعداد فقط ایک ہی مضمون یکطرفی لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ کو دیکہہ کر اوسکے آگے لفظ اَنْتُمْ
سُكَارٰى جوابات موجبہ کو نہین دیکہتے فقط یہی لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ کو دیکہہ کرکے جو منہہ مین آتا ہے بکنے لگتے ہین کہ
مضمون تنہا پیش ما نحن کو سنکر بعض خواص بہی تمام کتاب کو کمتر دیکہتے ہین اور کیا عجب کہ یوہی بعضا بیجا میانہ
مولف کیطرف سے سمجہہ کر اپنے دلون مین بہی بدعقیدہ ہوئے ہون پس اسواسطے بنا بر رفع سوء ظنی ناواقفون کے
اہل مطبع کو اسکا چہاپنا زیادہ تر ضرور ہوا کہ ارباب واقف وعیان اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ مین مبتلا ہون ؎

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است ٭ وگر خاموش بنشینم گناہ است ٭ پس ای عزیز معلوم کرنا چاہئے کہ سہ چو نشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است ٭ سخن شناس نہ جان من خطا اینجا ست ٭ آپ ایسا ظن فاسد نکیجیو اون کیطرف سے دلون سے نکال ڈالنا چاہئے کہ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا آیا ہو لہذا جوابات اون سب شبہات کے کہ مضامین اسی کتاب مقدس سے استخراج کئے ہین ہر مذہب و ہر طریق کی طرح پر سمجھ لینا چاہئے جواب ہر شبہہ اور تحیر کا موافق ہر فریق اور مذہب کے ملاحظہ ہو پس وہ مذہب جسمین بندے کو فاعل مختار سمجھتے ہین وہان کچھ اشکال نہین کہ کھلا کھلی یزید اور شیطان اور سب اشقیای کربلا ملعون ابدی ہین محتاج دلیل اور حجت کے نہین عیان را چہ بیان اور وہ مذہب جسمین اللہ کو خالق افعال خیر و شر کا قرار دیتے ہین اور بندہ کو کاسب لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ وہان جب کسب بندہ کا عقیدہ ہوا تو بے شبہہ بحکم عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ یزید اور شیطان و اشقیا کا ملعون ہونا مسلم ٹھہرا یہی مذہب اس کتاب کا بھی معلوم ہوتا ہے باقی رہا وہ مذہب جبریہ ہمہ اوست اور ہمہ از وست جو بندہ کو قطعاً مجبور محض سمجھتے ہین سب ویسی کا فعل عقیدہ کرتے ہین کہ سہ اگر عز و جاہ است ور ذل و قید ٭ من ز حق شناسم نہ از عمرو زید ٭ یہان البتہ متکلمین یا واقفون کو ہمیشہ سے گفتگوہای دور دراز ہین کہ اوسکے بیان مین دفتر ہا لبریز ہین اور ابتک اختلافات باقی ہین اوسکی شرح کہان تک بیان کیجاے کہ محتاج بیان نہین مگر اس مقام خاص یا نحن فیہ مین مولف سلمہ اللہ نے بڑا کمال یہی کیا ہے کہ اسکا بھی جواب عاقل پسند ایسا لکھدیا کہ اہل مطبع کا بھی شبہہ رفع ہو گیا اور بلکہ باعث قوی تر واسطے جاننے اس رسالہ مقدسہ کے یہی سمجھنا چاہئے کہ مولف نے اون دونون جوابات مذکورہ اول کیطرف چندان التفات بھی نہین کیا ہے کہ ظاہر تر ہین اون دونون عقیدون کے موافق بے تکلف شیطان اور یزید اور سب اشقیای کربلا ملعون قطعی ہین مگر اسی عقیدہ ہمہ اوست اور ہمہ از وست مین کلام ہے کہ وہ بحکم كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللهِ سب منجانب اللہ سمجھتے ہین اور انسان کو مجبور قرار دیتے ہین لہذا حضرت مولف نے اسی جواب خاص کو کہ بظاہر مشکل تر تھا واضح تر لکھدیا ہے یعنی جب سب کا فاعل مطلق اوسی فاعل حقیقی کو عقیدہ کیا کہ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ يَفْعَلُ اللهُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ پس اوس فاعل مختار نے ایک کو مقبول ازلی کیا اوسکے ظہور عالم اسباب کیواسطے سب مراتب صبر و شکر اور رضا و تسلیم کے اوسپر ختم کرنا شاید ہوا اسیطرح صبر و شکر اور رضا و تسلیم کیواسطے سب طرح کی مصیبتین اور امتحانات بھی اوسپر ختم ٹھہرے اور اوسکے مقابلہ مین

تحصیل مظلومیت کیواسطے ظلم اشقیا کا بہی ہونا مسلم ٹہرا کہ وقوع مظلومیت کیواسطے ظالم کا ہونا بہی ناگزیر ہے
پس جب فاعل مطلق نی اوس برگزیدہ مقبول ازلی پر سب اسباب سعادت ابدی کی ختم کیئی اوسی فاعل کل نے اوسکے
مقابل مین سب اسباب شقاوت کو طرف مقابل پر ختم کیا یہی معاملہ شیطان کا حضرت آدم کی ساتہہ سمجہہ لینا چاہیئے
پس جیسا کہ بحکم یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ شیطان پر لعنت کہنی کیواسطے احکام منصوصہ بالاتفاق ہین اسیطرح یزید
ملعون اور سب اشقیای کربلا پر بہی لعنت کرنیکا سب انسان اور ملائک کو اوسی حاکم حقیقی فاعل مطلق کا حکم ہے
اور آپ بہی لعنت کرتا ہے جیسا کہ بتوضیح و تصریح تمام اس رسالہ مین بجا بجا خود لکہدیا ہی لہذا موافق ہر فریق
اور ہر مذہب کے یزید اور سب اشقیای کربلا ظالم اور ملعون ابدی کہلے ہوی ہین اوسکو مولف کتاب نے زیادہ تر
قوت دی ہے کہ نص قطعی آیات قرانی سے بہی لعنت ابدی خدا اور تمام نوع بشر اور ملائک کی بصراحت و بہ
تخصیص تمام لکہدی ہی اب یہان کوئی بندہ یہہ نہین کہہ سکتا ہی کہ شیطان اور یزید کو کیون مردود اور ملعون ابدی
کیا اور آدم اور امام علیہما السلام کو کیون مقبول ابدی کیا کہ سب افعال خیر و شر اوسی خدا کی ہین اسکا جواب یہی سمجہنا
چاہیئے کہ یہہ بہی سب افعال اوسی خدا کی ہین کہ ؎ یکی را بسر نہد تاج بخت ٭ یکی را بخاک اندر آرد ز تخت ٭ شیطان کو
با ہمہ طاعات و عبادات مردود ابدی کیا اور آدم اور بنی آدم کو با ہمہ طغیان معاصی مقبول اور برگزیدہ فرمایا بخلاف
اسکے اس معرکہ کربلا کے ثواب عقاب مین تو یہہ بہی مقام کلام کا نہین ہو سکتا ہی کہ طرفین کو موافق اعمال کے جزا اور سزا
بجا خود ہے فَالْیَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پس وہ فریق ہمہ دوست اور ہمہ اوست
جو تمام مخلوقات جن انس و ملائک کو قطعاً مجبور بحت عقیدہ کرتی ہین ہمین بڑے بڑے لوگ منتہی اور کاملین گذرگئی ہین انکے
اس طرح کے اقوال اور عقائد ہین کہ ؎ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ ٭ خود کوزہ فروش آمد ٭ خود بر سر آن کوزہ
خریدار برآمد ٭ بشکست و روان شد ٭ سعدی علیہ الرحمۃ جو کہ استاد مسلم الثبوت بالاتفاق ہی وہ اپنا قول اور عقیدہ
یہہ فرماتا ہین کہ ؎ نبرد من از شرک پوشیدہ است ٭ کہ زیدم بیازرد و عمرم بخست ٭ اگر عز و جاہ است و گر ذل و قید ٭
من از حق شناسم نہ از عمرو زید ٭ اب اسی قول اور عقیدہ کو ہر ایک طرح کی قوتین کلام الہی سے ملاحظہ فرمانا چاہیئے و منہا
قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ ومنہا لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ط ومنہا فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ
ومنہا یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ومنہا مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ

ومنہا ارادۃ اللہ غالبۃ علی ارادۃ الناس ط ومنہا ما تشاؤن الا ان یشاء اللہ
رب العالمین ومنہا ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شیء قدرا ط ومنہا
اللہ خلقکم وما تعملون پس یہہ سب اقوال ومن فاعل حقیقی کے ہین اسکا کوئی مناقض اور ناسخ نہین اور یہی
سب عقائد اور اقوال کاملین خواص کے ہین جیسا کہ بالاجمال بالا مذکور ہے طرفہ تر یہہ کہ یہہ تو سب اقوال اور عقائد ہین
کہ جسمین لوگ طرح طرح کی تاویلات اور گفتگو کر کے مذاہب مختلف ہو گئے ہین جیسا کہ کار افتادہ کہہ گیا ہے کہ شعر
ہفتاد و سہ فرقہ در رہش می پویند ❊ در کعبہ و دیر ہا بجا میجویند ❊ سر رشتہ حق بدست یکطائفہ ہست ❊
باقی بتکلف سخنی می گویند ❊ اور حدیث شریف بھی اسی مضمون خاص کی موید ہے کہ ستفترق امتی علی
ثلث و سبعین فرقۃ کلہم فی النار الا واحدۃ پس اس لفظ الا واحدۃ اسی سوا ور ویشان کامل عہد آئینہ
کے اور کون مراد ہو سکتا ہے اور انہین کاملین خواص کے وہ عقائد اور اقوال ہین جو بالا مرقوم ہین اور انہین عقائد
اور اقوال کی تقویتین آیات قرانی سے بالا مرقوم ہو چکی ہین فضلاً عما لیہ کہ قران مین فقط اقوال متواتر اوس فاعل مختار
کے ہین اور اس معرکہ کربلا مین کر دکھا دیا ہے کہ قرار واقعی آنکھوں سے دکھا دیا اور بواقعی جتا دیا اور بدون حیلہ عالم اسباب
کے کھول دیا کہ یہہ سب ہم کرتے ہین اور ہمارے یہہ سب فعل ہین یعنی جس خیمگاہ کربلا مین جو چاہ پر آب کندہ کیا تھا
اور سب ہمراہیان امام علیہ السلام غرہ محرم سے یا شب ہشتم اوسی آب چاہ سے سیراب ہوے وہ چشمہ خود بخود شب ہشتم محرم
سے خشک نہوا بلکہ غائب ہو گیا کہ خشک ہونے سے خاص فعل الہی پر نظر نہوتی بلکہ حیلہ اسباب ظاہر کا بسبب اخراج آب کے
احتمال ہوتا پھر اسیطرح دو مرتبہ اسشاہ کربلا علیہ السلام کا باوجود روار وی تمام بنکے اوسی جگہہ خاص قتلگاہ پر ٹھہرا
ہو جانا یہہ بھی سوا فعل خاص خدا کے عالم اسباب کا کون حیلہ ظاہر تھا یہہ گویا کھلا ہوا اللہ کا آگاہ کر دینا ہوا کہ خبردار
باش مقام موعود ہمین ست پس اسجگہہ بدون حیلہ عالم اسباب کے اللہ نے جو اپنا فعل خاص ظاہر کر دیا اور پردہ عالم اسباب
کا اوٹھا دیا اسمین جو مصلحت الہی ظاہر ہوئی ملاحظہ کتاب سے معلوم ہو سکتی ہے جیسا کہ مرثیہ جامع مین لکھا ہے کہ سے
پہچان اوسجگہہ کو نشان خیام سے ❊ خود گڑا ادتر پڑے وہین شہ خوشخرام سے ❊ بولے نہین مفر ہے ہمین اس مقام سے ❊
تھے سن چکے امیر علیہ السلام سے ❊ در کربلا چو باز شہ کربلا رسید ❊ آمد یقین بشاہ کہ بیشک بلا رسید ❊ اس سے
یہہ بھی پایا گیا کہ حضرت امام علیہ السلام نے حضرت امیر علیہ السلام سے یہہ سب خبر مشیت الہی کی سن چکے تھے چنانچہ قبل

گم ہونا چاہ پر آب کے حضرت امام علیہ السلام نے شب ہشتم سے ترک آب کیا تھا پس اس صورت اور اس عقیدہ سے سبحان
خدا کا ٹھہرتا ہے اور یزید اور شیطان کیا بلکہ سب اشقیا اور کفار اور ملاعین منصوصہ بھی بیگناہ ہو کر بچے جاتے تھے اور سب
ثواب عقاب بہشت و دوزخ کا باطل اور لغو ٹھہرتا ہے پس یہان کمال حضرت مولانا مولف سلمہ اللہ نے یہہ کیا ہے کہ اس
عقدۂ دشوار فہم مالاینحل کو حل کر دیا ہے اور اسی عقیدہ مشکلہ کی راہ سے ملعون اور معذب دائمی او خلود فی النار
سب ملاعین اشقیا خصوصاً یزید ملعون اور اشقیای کربلا کا احکام منصوصہ او یہی فاعل حقیقی ہونا ثابت کر دیا ہے خصوصاً
وجہ اور مصلحت الہی جو گم کر دینی چاہ پر آب اور روک دینی اسپ شاہ کربلا مین اور پہر ظاہر کر دینا یہہ فعل اپنا بدون حیلے ظاہر
اسباب کے اسمین جو مصلحت اور حکمت الہی اور خوبیان مستتر تہین اونکو حضرت مولف نے اس لطف و خوبی سے بیان
کیا ہے کہ دل پر اثر ہوتا ہے او طبیعت قبول اور وجد کرتی ہے ایسے اسرار حکمت ہای الہی بدون قبولیت اتقای ہی
الہی کے کمتر کسیکو معلوم ہو سکتے ہین کہ اسی قبولیت کی تاثیر سے طبائع صاحبدلان ارباب معنی کی محو عقیدت [illegible]
مولف کتاب کی ہین کہ جب مرتبہ اول یہہ رسالہ اسرار کربلا چھپا تہا قریب سات سو خطوط منازل دور و دراز سے
بہزار عقیدت اور تمنا بدرخواست طلب اس کتاب کے آگئی تہے کہ دوسری مرتبہ چہاپنا ناگزیر ہوا بار دوم جبکہ چہپکر مشتہر
ہوا گیا اشتیاق مومنین محبان اہلبیت کا بڑہتا گیا کہ پہر اوسیقدر خطوط مشعر تمنای طلب کے او برکمال تعطش مطبع مین آ گئے
کہ بار سوم نوبت طبع کی پہونچی جیسا کہ پیشتر مرقوم ہو چکا ہے پس ایسی کتاب مسلم الثبوت موجہ اور مدلل منصوص مستند
آیات قرآنی سے جسکو تمام صاحبدلان عالم بصد عقیدت اور تمنا بجان و دل تسلیم اور خواہش کرکے اسقدر خریداری
کرین کہ تین مرتبہ چہپنے کی نوبت پہونچی اسکو اگر عوام جاہل ناخواندہ نہ سمجہین معذور ہین پس اپنی نافہمی سے اگر مولف
کو الزام دیوین یا معاذ اللہ منکر شہادت کبری کا بہتان کرین پس انصاف درکار ہے کہ یہہ سانحہ کربلا جو سنہ ۶۱ ہجری
مین واقع ہوا او سوقت سے تا حالت تحریر کہ سنہ ۱۲۹۰ ہجری ہین بارہ سو انتیس برس تمام ہوتی ہین اسی بیان حال حادثہ
معرکہ کربلا مین صدہا تصانیف نظم و نثر اور لاکہوں ہا مرثیہ و سلام ترجیع بند لوگ لکہتے چلے آئی ہین مگر اس طرح سے از روی
آیات قرآنی موجہ اور منصوص او مستند کمتر کسی نے اس مضمون کو لکہا ہے پس ایسے کتاب مسلم الثبوت مستند آیات
قرآنی سے جسکو تمام صاحبدلان عالم بصد تمنا منازل دور و دراز سے اس شغف سے خریداری فرماوین کہ تین مرتبہ
نوبت چہاپنے تعداد کثیر کی پہونچی ایسے مضامین دقیق عالیہ کو اگر کوئی جاہل عامی نہ سمجہے یا نہ سمجہ سکے کہ ایسی مولف

مقدس کو معاذ اللہ منکر شہادت کا قرار دیوے یا تنہا پیش قاضی اپنے خطائے فہم کو نہ دیکھے اور مولف پر الزام دیوے کہ مولف معاذ اللہ یزید اور سب اشقیائے کربلا کو گناہ سے اور لعنت سے بری کرتا ہی اور سب فعل خدا کے ٹھہراتا ہے پس ایسا جاہل معکوس فہم لائق جواب و خطاب و التفات کے کب ہو سکتا ہے مگر عقلائے محتاط کو چاہئے کہ فقط بسماعت اقوال جہلائے کج فہم بازاری کے ایسے مصنف کیطرف سے بدگمان نہو وین کہ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ آیا ہی اور ایسا ظن فاسد کبھی مفید یقین کا نہین ہو سکتا ہی کہ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا خدا نے فرمایا ہے خصوصًا مومنین کے نسبت ظَنُّوا الْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا وارد ہی کہ اگر کوئی امر لغو بھی ہو تو اوسپر بتکریم گذر کرنا چاہئے کہ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا آیا ہے چہ جا کہ بدگمان ہو کر گنہگار ہونا خصوصًا ایسے وقت مین بمقابلہ منکرین سب فریق محمدی ہفتاد و سہ فرقہ علی الخصوص فریقین امامیہ اور حنفیہ کو باہم اصلاح اور موافقت چاہئے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ آیا ہے ہان جو کچھ مضامین جوابات اعتراضات منکرین عقلی اور نقلی در پردہ دفع تحیرات آیات منصوصہ کلام اللہ سے مولف نے موجہ اور مستند لکھے ہین اونمین اگر کچھ ہیچ یا سقم یا ضعف یا ایراد ہو تو برادران مومن کو چاہئے کہ اپنے برادر مومن کے بمقابلہ منکرین کی تقویت اور مدد و تائید کرین کہ اہل مطبع اسکو بھی چھاپ سکتے ہین نہ کہ اپنے برادر مومن کی تکفیر اور تحقیر اور تعریض بمقابلہ منکرین غیبت مین کر کے مصداق کَاَنَّہٗ یَاْکُلُ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا ہو کر گنہگار ہون چنانچہ اسی مضامین اسرار کربلا کی تائید اور تقویت مین ایک کتاب اور بنام اسرار النبوت تالیف اس مولف کی اسی مطبع مین چھپ کر وقف عام ہو چکی ہی اب یہ بار دیگر بنظر کثرت خواہش خریدارون کے بمعرض طبع مین آئی ہے جسطرح بمزید احتیاط اس کتاب اسرار کربلا مین انکار ہائے منکرین کو در پردہ تحیرات بیان کر کے جوابات اوسکے بمزید احتیاط بلفظ دفع تحیرات بیان کئے ہین اوسی طرح اوس کتاب اسرار نبوت مین بھی در پردہ وجوہ سبب تالیف کتاب کے جوابات اعتراضات اور انکار ہاے منکرین کے نہایت موجہ اور منصوص اور مستند آیات قرآنی سے بدلائل عقلی اور نقلی بیان کئے ہین اوسمین بھی بڑے بڑے اعتراضات قویہ منکرین کو در پردہ بیان وجوہ تالیف کتاب بدلائل عقلی اور نقلی باستناد آیات قرآنی رد کیا ہے جو کہ منکر نبوت کا ہے قرآن کا بھی منکر ہے کہ کلام خدا نہین جانتا بلکہ معاذ اللہ تصنیف محمد صلے اللہ علیہ وسلم سمجھتا ہے ایسا شخص کب جو آیات قرآنی کو بھی نہین تسلیم کرتا ہے اوسکو جوابات دلائل عقلی سے رد کیا ہے

اور جو کچھ مسلمین ضعیف الاسلام کے دلون مین بسبب لاعلمی کے اونکے اعتراضات ابلہ فریب سے احتمالات شبہات
اور تبدیل مذہب کی قوی تر تھی اونکو آیات قرآنی سے دفع کرکے ہدایت قوی کی ہے اور بسبیل سخن اسرار کربلا
کے مضامین کی بھی اوسمین تقویت کی ہی کہ نعم البدل مولود شریف کی بھی متفق علیہ فریقین ہے اوس کتاب
کے دیکھنے سے مرتبہ قبولیت اور مقام مولف کا معلوم ہوتا ہے کہ بدون تائیدات تعالی و وہبی الہی کی ایسی سطر
مضامین اور طرز بیان نظم و نثر کا ظاہر نہین ہوسکتا کہ اب تک ایسے مضامین تازہ بیچ بیان حقیقت اور ماہیت
شان محمدی کی کبھی کسی کتاب مین نہین دیکھی گئے لہذا اس مرتبہ کی آدمی کی طرف سے علمای مہذب محتاط
کو بدگمان ہونا نہ چاہیئے پس یہہ سب صورتین قبولیت کتاب و مؤید من اللہ ہونے کی جو ظاہر اور باہر بیان
کی گئین اور بعض اعتراضات عالمانہ بجانب مولف کتاب کے اسطرح پر تھی کہ صدہا تفسیرین مفسرین کاملین سابقین
کی بتشریح و بسط اور توضیح تمام موجود ہین کہین کسی مفسر نے اس معرکہ کربلا کی خبرین اور شان نزول ان آیات
کا بیچ بیان حال اس معرکہ کربلا کی نشان نہین دی ہی یہہ مولف اسرار کربلا کا معاذ اللہ اپنی طرف سے آیات کلام اللہ
مین معانی پہناتا ہی گویا معاذ اللہ خدا پر افترا کرتا ہی لہذا بحکم فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا سزاوار سزا
کا ہے فقط پس جو کہ یہہ اعتراض بادی النظر مین بجا اور معقول عالمانہ معلوم ہوتی تھی لہذا اہل مطبع نے مشتہر بطور
دفع دخل کے بروقت طبع ثانی صفحات اول و آخر رسالہ مین اسکا جواب معقول اور موجہ چھاپ دیا تھا کہ اسمین بھی
اوسکی نقل بجنسہ صفحات اول و آخر مین موجود ہی جب بعد ہشت سال پس از انطباع ثانی مولف اس رسالہ کو بجلدوی
حسن تالیف کسی کتاب اردو کی سرکار قدرشناس گورنمنٹ مغربی شمالی سے صلہ گران بہا مع زر نقد معہ تحریر
مضامین کمال عزت افزائی دربار عام مین مرحمت ہوا یہہ دیکھہ کر کسی جاہل ناخواندہ بازاری نے بھی دعوی کمالات
نبی آخر الزمان کا کرکے کچہہ مہملات چند کی قافیہ تنگ ملا کر کاغذ سیاہ کیا کہ سوانحہ مذموم بمقابلہ لوزینہ سمجہا اوسکو جو
مولف اسرار کربلا نے سمجھایا کہ تمکو اگر اس پردہ مین زر کشی حمقای زمانہ سے منظور ہے پس بہیکہ مانگنے کی اور بھی
اور بھی صورتین ہین بارے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا وکالت کا کرنا کب روا ہے اور جناب کا کون مقدمہ
کس محکمہ عدالت مین دائر ہے جو تم ایسے جاہل ناخواندہ کی وکالت کی حاجت ہوئی اور اگر معاذ اللہ تم اپنی تئین
مختار عام کے سمجھتے ہو تو گویا وکیل مطلق کا سب قول و فعل بعینہ قول و فعل موکل کا عقیدہ کرنا لازم آتا ہی معصومین

گویا در پردہ دعوی وکالت دعوی نبوت مثل مسیلمہ کذاب کی پایا جاتا ہی اس صورت مین شارع کا کیا اور طرح پر حکم ہے
اسکے جواب مین اوس مدعی وکالت نی مبعوث ہوکر یہہ جواب دیا کہ مجھکو اس پردہ مین تمسے کچھہ زر کشی منظور
ہی کیونکہ اسقدر زر فلان فلان سے بطور چندہ کے بابتہ مصارف قائم کرنے مطبع رد النصاری کے لے چکا ہون مگر چونکہ
ناخواندہ فقط اُردو کا حرف شناس ہون اسواسطے تمسے مدد کتابی چاہتا ہون کہ حجت دلائل کتابی سے پادریان
نصاری کے اقوال کو باطل کرکے ایک کتاب اُردو عام فہم مرتب کرکے چھاپ دون تاکہ ہر کوچہ و بازار مین پہر جو
عوام بازاریون کو پادری لوگ بہکاتی ہین اونکا اغوا پیش نہ جاسکے غرضکہ اسی حیلہ و فریب سی یہہ کتاب اسرار کربلا
اُردو اس نظر سے مولف نی اوسکو دی کہ ہمین بمزید احتیاط انکار اور اعتراضات منکرین کو در پردہ تحریرات بیان کرکے
جوابات بہی بطور رفع تحریرات کی لکہے ہین کہ سمجھنے والی خوب سمجھتے ہین اوسی مدعی وکالت نی جب کوئی مقام گرفت اور
الزام دہی کا نہ پایا اونہین تحریرات کو انکار شہادت کا الزام نسبت مولف کتاب کے قرار دیکر کوچہ و بازار مین جابجا
بکنا شروع کردیا کہ فلان کس شہادت کا قائل نہین اسی سبب سے عوام کے جو منہہ مین آیا بکنے لگے اور بعض خواص
منصف نے متعجبانہ مولف سے تحریراً اور بیاناً اور تقریراً کہا اور بعض نے مطبع سے اسرار کربلا طلب کی ملاحظہ
کیا اور مولف نے اکثر استفسار کرنیوالون کے جواب مین ایک نسخہ رسالہ کا بلاقیمت دیدیا یہانتک کہ مقام
کلکتہ تک بغرض رفع استعجاب جناب بالا حضرت سلطان العالم باقی قدس سرہ وغیرہ یہہ رسالہ پہنچا اور کمال
استعجاب ان اور مستعات مولف کا ہوا القول مشہور کہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد یہانتک کہ اس
حیلہ سے اسکا ذکر دور دورہ تک پہنچا کہ باعث شوق اور طلب ایسے خریداری عالیشان
کا ہوکر باعث منافع مطبع اور مایہ استحسان مولف کا سبب
انطباع بار سوم کا ہوا ہے واللہ یامر
نوشتہ و لوگرہ ۱۵ شہر کوہان
تمام شد